بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

جلد نمبر ۸۳ ماہ جنوری ۲۰۱۵ء مطابق ربیع الاول ۱۴۳۶ھ شمارہ نمبر ۱

مدیر
خلیل الرحمان سجاد نعمانی
E-mail : ilm.zikr@yahoo.com

اس شمارہ میں

	مضامین	مضامین نگار	صفحہ نمبر
۱	افتتاحیہ	مدیر	۳
۲	نگاہ اولیں	مدیر	۴
۳	محفل قرآن	مولانا عتیق الرحمن سنبھلی	۱۵
۴	پیغمبر اسلام کا پیغام	علامہ سید سلیمان ندویؒ	۱۹
۵	یہ اسلام، نہیں ظلم وبربریت کی انتہا ہے	خلیل الرحمن سجاد نعمانی	۳۵
۶	الفرقان کی ڈاک		۴۷

اگر اس دائرہ میں ◯ سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ
آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے براہ کرم آئندہ کے لئے چندہ ارسال فرمائیں ورنہ اگلا شمارہ بصیغۂ V.P. ارسال کیا جائے گا جس میں آپ کے -/35 روپے زائد خرچ ہوں گے — منیجر

ضروری اعلان

مختلف مقامات میں ماہنامہ الفرقان کی توسیع اشاعت کے واسطے حضرات کے نام اور فون نمبر نیچے لکھے جا رہے ہیں ان مقامات نیز قرب وجوار کے حضرات ان سے رابطہ قائم کریں۔

مقام	نام	فون نمبر
۱۔ بڑودہ (گجرات)	مفتی محمد سلمان صاحب	+91-9898610513
۲۔ مالیگاؤں (مہاراشٹر)	مفتی حسنین محفوظ صاحب	+91-9226876589
۳۔ بیلگام (کرناٹک)	مولانا تنویر صاحب	+91-9880482120
۴۔ بیڑ (مہاراشٹر)	قاسمی بک ڈپو طہٰ بک ڈپو الطاف بک ڈپو	+91-9960070028 +91-9326401086 +91-9325052414-9764441005
۵۔ گورکھپور (اترپردیش)	مکتبہ ناصر	+91-9451846364
۶۔ جالنا (مہاراشٹر)	محمد اظہر	+91-9225715159

مرتب: یحییٰ نعمانی

ناظم شعبہ رابطہ عامہ : بلال سجاد نعمانی
E-mail: nomani_sajjadbilal@yahoo.com

☆ سالانہ زر تعاون، برائے ہندوستان: (سادہ ڈاک) عمومی -/Rs.200

☆ سالانہ زر تعاون برائے ہندوستان: (بذریعہ وی پی [1]) عمومی -/Rs.230

[1] اس صورت میں پہلے سے زر تعاون بھیجنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ رسالہ وصول کرتے وقت ڈاکیہ کو مطلوبہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے، مگر خیال رہے کہ وی پی نہ وصول ہوئی تو ادارہ کو -/Rs.40 کا نقصان ہوتا ہے

☆ سالانہ زر تعاون برائے بیرونی ممالک (بذریعہ ہوائی جہاز) -/20 پاؤنڈ۔ -/40 ڈالر

لائف ممبر شپ: ہندوستان: سادہ ڈاک -/Rs.8000۔

بیرونی ممالک: -/600 پاؤنڈ۔ -/1200 ڈالر۔

برطانیہ میں ترسیل زر کا پتہ :
Mr. RAZIUR RAHMAN
90-B HANLEY ROAD. LONDON N4 3DW U.K
Fax & Phone:020 72721352. Email:furqanpublications@googlemail.com

ادارہ کا مضمون نگار کی فکر سے اتفاق ہونا ضروری نہیں۔

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ

ماہنامہ الفرقان
۳۱/۱۱۴ نظیر آباد لکھنؤ۔
پن-۲۲۶۰۱۸ - یوپی، انڈیا۔ فون نمبر: Ph:0522-4079758

MonthlyALFURQAN
114/31, NAZIRABAD LUCKNOW
Pin-226018- U.P INDIA

e-mail : monthlyalfurqanlko@gmail.com

دفتر کے اوقات صبح ۱۰ بجے سے ۱ بجکر ۳۰ منٹ بعد ظہر: ۲ بجے سے ۵ بجکر ۳۰ منٹ تک
اتوار کو آفس بند رہتا ہے۔۔۔۔۔

خلیل الرحمن سجاد کے لئے پرنٹر پبلشر محمد حسان نعمانی نے کاکوری آفسٹ پریس کچہری روڈ لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر الفرقان ۳۱/۱۱۴ نیا گاؤں مغربی لکھنؤ سے شائع کیا۔

افتتاحیہ

مدیر

لیجئے، آپ کے الفرقان کی زندگی کا ایک سال اور تمام ہوا، ۱۳۵۳ھ میں اس رسالے کا آغاز ہوا تھا، اور اب ۱۴۳۶ھ شروع ہو چکا ہے۔ گویا ۸۲ سال پورے ہوئے، جو کچھ اس کے صفحات میں صحیح لکھا گیا اللہ اسے قبول فرمائے اور جو کچھ غلط تھا اپنے کرم بے پایاں سے اسے معاف فرمادے!

الفرقان نہ کسی جماعت کا ترجمان ہے نہ کسی ادارے کا، اس کی کوشش روز اول سے رہی ہے کہ اس کی وابستگی حق اور صرف حق سے رہے اور شہادتِ حق اس کا کام اور مشن رہے۔

الفرقان کے اس موجودہ خادم کو صدق دل سے اعتراف ہے کہ وہ ان علمی وعملی اوصاف سے خالی ہے جو اس منبر کے منادی کے لئے مطلوب ہیں، اور جو اس کے سفینے کے سابق ملاحوں کو بارگاہ ایزدی سے بڑی فیاضی کے ساتھ عطا ہوئے تھے۔۔ بایں ہمہ یہ بے ہنر اس چراغ کو روشن رکھنے کے لئے اپنی بساط بھر کوشش کر رہا ہے۔ دعاؤں سے مدد کرتے رہئے، اللہ تعالی اخلاص بھی عطا فرمائے اور علم وعمل بھی، اور مخلص و باصلاحیت رفقاء کی ایک جماعت بھی!

اب ایک سوال جس کا جواب آپ سے مطلوب ہے!

کیا آپ اتنا نہیں کر سکتے کہ الفرقان کے پیغام کو عام کرنے کے مقصد سے آپ اپنے قریبی دوستوں، ساتھیوں میں سے صرف ایک یا دو حضرات کو اس کے حلقے میں شامل کرنے کے لئے تھوڑی سی کوشش کرلیں؟

خدارا حالات کی نزاکت کے حوالے سے اپنی بڑھتی ہوئی ذمے داریوں کو محسوس کیجئے۔ اللہ ہم سب کو ہمت اور قوتِ عمل عطا فرمائے! آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہ اولیں

مدیر

خبروں کے مطابق ۱۶ / دسمبر ۲۰۱۴ء کو پشاور (پاکستان) میں ایک آرمی اسکول میں چند افراد جو مسلح بھی تھے اور خودکش بموں سے لیس بھی تھے داخل ہوئے اور اسکول کے بچوں اور تدریسی وغیر تدریسی عملے کے افراد پر اندھا دھند گولیاں چلانی شروع کردیں، اور دیکھتے ہی دیکھتے ۱۴۰ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور تقریباً اتنے ہی لوگوں کو لہولہان کردیا اطلاعات کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں ۱۳۲ بچے ہیں، اور زخمیوں میں بھی انہی کی تعداد زیادہ ہے۔

نہتے اور بے گناہ انسانوں کی جان لینا انتہائی شرم ناک اور گھناونا جرم ہے، اور پھر اگر نوخیز بچے اور بچیوں کو نشانا بنایا جائے تو اس جرم کی قباحت اور اس کے گھناونے پن کو بیان کرنے کے لئے سخت سے سخت لفظ بھی ہلکے اور ناکافی محسوس ہوتے ہیں۔۔اور پھر جب یہ جرم اس دین وشریعت کے نفاذ کے نام پر کیا جائے جو پوری انسانی برادری بلکہ تمام مخلوقات کے لئے شفقت اور پیار (رحمۃ للعالمین) کا پیغام لیکر آیا ہے، اور ان لوگوں کے ہاتھوں کیا جائے جو اپنے کو اسلامی نظام اور اقامت دین اور جہاد فی سبیل اللہ کا علمبردار سمجھتے ہیں، تو پھر اس جرم کی سنگینی اور اس کی قباحت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ شاید دنیا میں دوسری قوموں کے جرائم بھی اس کے سامنے ماند پڑنے لگیں۔

اللہ اللہ کتنی بھیانک اور پیچیدہ صورت حال ہے؟ ایک طرف دنیا کی قومیں ہیں جن کے کروروں افراد کے سینوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت وعداوت کے جذبات بھڑکائے جارہے ہیں، اور انسانی برادری کے کروروں افراد کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی انتہائی مسخ شدہ اور سو فیصد جھوٹی، خوفناک اور نفرت انگیز تصویر پیش کرنے کی زبردست کوششیں کی جارہی ہیں، جن کے نتیجہ میں دنیا بھر کے کروروں لوگ دن بہ دن مسلمانوں کے سخت دشمن بنتے جارہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے ہی

درمیان سے نوجوانوں کو "اچک" کران کو جہاد کے نام پر فساد اور دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے اور ان کے قلب ودماغ کو نفرت، غصے اور منفی جذبات سے بھر کر اور ان کو طرح طرح کے ہتھیاروں اور وسائل سے لیس کر کے خوں ریز کارروائیوں کے لئے میدان میں اتارا جا رہا ہے۔۔ ہمارے ہزاروں نوجوان جو ہماری ملت کا انتہائی بیش قیمت اثاثہ ہیں، اور ان کے حوصلے اور جذبات کو اگر صحیح رخ مل جائے تو وہ نہایت مفید کارنامے انجام دے سکتے ہیں، بڑی حد تک صحیح اور واضح رہبری کے فقدان کی وجہ سے انتہائی غلط رخ کی طرف لپک رہے ہیں، اور ان کی صلاحیتوں اور جذبات کا استعمال زیادہ تر اس طور پر ہو رہا ہے کہ اس سے سب سے زیادہ نقصان اسلام کو ہی پہونچ رہا ہے۔

ٹھنڈے دل سے سوچئے، دنیا کی قوموں کے کروروں افراد جب پشاور کے اسکول میں ہونے والے دہشت گردی کے تازہ ترین واقعہ اور اس جیسے دوسرے واقعات کی باتصویر خبروں کو ذرائع ابلاغ پر دیکھتے، سنتے اور پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن ودماغ پر اسلام اور اس کے علمبرداروں کی کیسی تصویر نقش ہوتی ہے؟ ہم اپنی مسجد اور دینی مدرسہ وخانقاہ میں بیٹھ کر شاندار تقریریں کرتے ہیں، اور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان رحمۃ للعالمین پر بہت مؤثر وعظ بھی کہہ لیتے ہیں، اور دنیا جو کچھ دیکھ رہی ہے اور بڑے اہتمام سے اس کو جو کچھ دکھایا جا رہا ہے، وہ اس سب کے بالکل برعکس ہوتا ہے، اور صرف تقریر نہیں عملی کارروائیوں کی شکل میں ہوتا ہے، یقینی طور پر اس کا اثر پوری انسانی برادری کے کروروں بلکہ اربوں افراد پر جتنا بھی منفی پڑے ، اور ان کے دل ودماغ میں اسلام کے بارے میں جتنی بھی بدگمانیاں پیدا ہوں، ان پر کسی قسم کی حیرت یا ملامت کا کوئی جواز نہیں، ایسا ہونا بالکل فطری ہے —— اور دوسری قوموں کے لوگوں کے علاوہ، کیا اس حقیقت کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ خود امت مسلمہ کی غالب اکثریت کے دل میں بھی اِن "ملاؤں" کی ایسی احمقانہ اور ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے دین دار اور مولوی نظر آنے والے ہر شخص کی شدید کراہیت اور نفرت و بے زاری کے نقوش روز بروز پختہ سے پختہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔

شیطانی اور دجالی حملوں اور سازشوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اس صورت حال کا تقاضا ہے کہ مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ہمارے علماء کرام پوری صراحت، وضاحت اور جرأت وہمت کے ساتھ ببانگ دہل اس کا اعلان کریں کہ دنیا کے مختلف خطوں میں اس طرح کی جو کارروائیاں، اسلام اور نفاذ شریعت کے نام پر ہو رہی ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہاں پر دو حقیقتوں کی طرف بھی توجہ دلانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پہلی حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں نفرت اور غصہ وانتہا پسندی کے جو رجحانات پروان چڑھ رہے ہیں، ان کا ایک بہت بڑا سبب وہ ''ظلم'' ہے جو انہیں ہر طرف نظر آرہا ہے، وہ دیکھتے ہیں کہ ہر حکومت، ہر گروہ ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے، کیا اپنے کیا غیر سب ہی ان کو بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کرنے کے درپے ہیں، اور ''تنگ آمد بجنگ آمد'' انسانی فطرت ہے اور اسی انسانی فطری مزاج کی وجہ سے جب کوئی انہیں ''جنگ'' کی طرف بلاتا ہے اور جہاد کے نام پر ان کے جذبات کو ابھار کر ان ظالموں سے بدلہ لینے کی کسی کارروائی کی ترغیب دیتا ہے تو وہ میدان میں کود پڑتے ہیں، ان میں اتنی صلاحیت اور اتنا شعور نہیں ہوتا کہ وہ یہ سمجھ سکیں کہ موجودہ حالات میں کیا اس قسم کی کارروائیاں شریعت اسلامی کے احکام ومزاج سے ہم آہنگ ہیں؟ اور کیا یہ کارروائیاں اللہ کے میزان میں جہاد فی سبیل اللہ کہلائیں گی؟ یا یہ فساد فی الارض قرار پائیں گی؟ کیا ان سے امن وانصاف کے قیام کے اپنے مقصد سے ہم قریب ہوں گے؟ یا ہماری منزل ان کارروائیوں کے نتیجہ میں دن بہ دن دور ہوتی چلی جائے گی؟؟؟

اس صورت حال کا تقاضا ہے کہ ایک طرف تو ہمارے نوجوانوں کو ایسی جامع رہنمائی اور تربیت مل رہی ہو کہ جس سے ان کے دلوں میں اسلام کی محبت اور اس کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے کے جذبات بھی پیدا ہو رہے ہوں اور ساتھ ساتھ ان میں ایسا شعور اور اتنی سمجھ داری پیدا ہو رہی ہو اور ہر مرحلے پر ارباب حل و عقد کی طرف رجوع اور ان کی رائے پر اعتماد کا ذوق بھی ان کے اندر پختہ ہو رہا ہو، کہ وہ ہر زور سے بولنے والے اور جذباتی اور اشتعال انگیز نعرے لگانے اور لگوانے والے کے پیچھے چل پڑنے کی غلطی سے مستقل طور پر محفوظ ہو جائیں، اور ظلم اور ظالموں کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کی وہ تدبیریں اور کوششیں اختیار کریں جو اسلام کے مزاج سے ہم آہنگ اور نتیجہ خیز ہوں۔

امت مسلمہ کے عوام وخواص میں اس شعور کی کمی کا اور اس کو پیدا کرنے کے لئے بھی ایک زبردست جد وجہد کی ضرورت کا جو احساس ہمارے زمانے کے اہل علم میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کو تھا اور اس ضرورت کے بیان وتعبیر پر جو قدرت انہیں حاصل تھی اس سب کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں ان کی ایک تحریر کا اقتباس یہاں نقل کیا جائے، انہوں نے اپنی عظیم تصنیف ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' کے آخری باب میں ان بنیادی اوصاف کی نشاندھی کرنے

کی کوشش کی ہے جن کے از سرِ نو پیدا ہوئے بغیر ملت اسلامیہ نئی جاہلیت کے چنگل سے انسانیت کو نکالنے کی اپنی عظیم ذمے داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی ،اس میں جہاں انہوں نے ''نیا ایمان'' معنوی (روحانی واخلاقی) تیاری ''صنعتی اور جنگی تیاری'' اور ''نئی علمی تنظیم'' کا ذکر کیا ہے وہیں ''شعور کی تربیت'' کا بھی بہت اہمیت اور تفصیل سے تذکرہ کیا ہے، لیجئے اس سلسلہ میں ان کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

''کسی قوم کے لئے سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ وہ صحیح شعور سے خالی ہو ،ایک ایسی قوم جو ہر طرح کی صلاحیتیں رکھتی ہو اور دینی و دنیاوی دولتوں سے مالا مال ہو، لیکن اس کو نیک اور بد کی تمیز نہ ہو وہ اپنے دوست و دشمن کو نہ پہچانتی ہو، پچھلے تجربوں سے فائدہ اٹھانے کی اس میں صلاحیت نہ ہو۔ وہ خودغرض رہنماؤں کی چرب زبانی و شیریں کلامی سے مسحور ہو جاتی ہو اور ہر مرتبہ نیا دھوکہ کھانے کے لئے تیار رہتی ہو وہ قوم اپنی تمام دینی ترقیات اور دنیاوی سرفرازیوں کے ساتھ قابل اعتماد نہیں، وہ پیشہ ور اور خودغرض رہنماؤں اور منافق قائدین کا کھلونا بن جاتی ہے، ان کو قوم کی سادہ لوحی اور بے شعوری کی بنا پر من مانی کارروائیاں کرنے کا موقع ملتا ہے اور ان کو اس کا اطمینان ہوتا ہے کہ کبھی ان کا محاسبہ اور ان سے باز پرس نہیں کی جائے گی۔

مسلم ممالک کے متعلق اگر ہم یہ کہنے سے احتیاط کریں کہ وہ بیداری اور شعور سے بالکل محروم ہیں ،تو اس میں شبہ نہیں کہ ان کا شعور بہت کمزور ہے اور وہ بیداری کی ابتدائی منزل میں ہیں ،افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خیر خواہ اور بدخواہ کے ساتھ ان کا معاملہ تقریباً یکساں ہے بلکہ بعض اوقات بدخواہ اور غیر مخلص اشخاص، مسلمانوں میں زیادہ ہر دلعزیز اور معتمد بن جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: مؤمن سانپ کے ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا ،لیکن مسلمان ممالک کے باشندے ہزاروں ہزار بار ڈسے جانے کے لئے تیار رہتے ہیں، ان کا دینی اور شہری شعور کمزور اور سیاسی شعور تقریباً ناپید ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ غالب قوموں اور خودغرض رہنماؤں کا بازیچۂ اطفال بنے ہوئے ہیں اور آسانی کے ساتھ ان کا رخ ہر طرف موڑا جاسکتا ہے ۔۔۔

مغربی قومیں اپنے روحانی اور اخلاقی افلاس ۔۔۔۔ کے باوجود ۔۔۔۔ سیاسی بلوغ کو پہونچ چکی ہیں، وہ اپنے نفع و نقصان کو پہچانتی ہیں، وہ مخلص و منافق اہل و نااہل کے فرق کو جانتی ہیں ۔وہ اپنی قیادت ایسوں کے سپرد نہیں کرتیں جو نااہل ،ضعیف اور خائن ہیں، وہ جب اپنے معاملات کسی کے سپرد کرتی ہیں تو ڈرتے ہوئے اور احتیاط کے ساتھ اور جس مرحلہ پر بھی ان کی نااہلی یا خیانت کا اظہار ہوتا ہے اور وہ یہ دیکھتی ہیں کہ وہ اپنی ذمے داری ادا کر چکے اور ان کا کام ختم ہو گیا تو

ان کو وہ اپنے منصب سے سبکدوش کر دیتی ہیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو لے آتی ہیں جو ان سے زیادہ اہلیت کے مالک اور موقع کے مناسب ہوتے ہیں، اس موقع پر کسی رہنما یا معتمد کی سابقہ خدمات، شاندار ماضی اور کسی معرکہ میں نمایاں کامیابی اس قومی فیصلے میں حائل نہیں ہوتی، یہی وجہ کہ وہ قومیں سیاسی پیشہ وروں اور نااہل اور خائن رہنماؤں سے محفوظ ہیں، ان کے سیاسی رہنما اور ان کے نمائندے بھی محتاط اور امانتدار بننے پر مجبور ہیں، وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں، قوم کی سرزنش، عوام کے عتاب واحتساب اور رائے عامہ کی قہرناکی سے وہ لرزہ براندام رہتے ہیں۔

عالم اسلام کی ایک بہت بڑی ضرورت اور اس کی ایک بڑی خدمت یہ ہے کہ امت کے مختلف طبقات اور عوام میں صحیح شعور پیدا کیا جائے اور جمہور کی عقلی، مدنی (شہری) اور سیاسی تربیت کی جائے،،، مسلمانوں میں اصلاحی کام کرنے والوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جس قوم میں غور کی کمی ہے وہ قوم اعتماد کے لائق نہیں خواہ اس کو اپنے قائدین پر کتنا ہی اعتماد ہو۔۔ اور ان کی دعوت کتنی ہی عظیم قربانیاں پیش کرے، اس لئے کہ جب تک اس کا شعور بیدار نہیں اور وہ بالغ نظر اور پختہ خیال نہیں ہوئی، ہر آن اس کا خطرہ ہے کہ وہ کسی دوسری دعوت اور تحریک کا آلۂ کار بن جائے گی، اور آن کی آن میں سالہا سال کی محنت پر پانی پھر جائے گا، جس قوم کا شعور بیدار نہیں ہوا اور جس میں خود سوچنے اور اچھا برا سمجھنے کی صلاحیت نہیں پیدا ہوئی، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پر میدان میں پڑا ہو اور مختلف سمت کی ہوائیں اس کو ادھر سے اُدھر اڑاتی پھرتی ہوں''۔

ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ دور حاضر میں جس قسم کے بھیانک مظالم ملت اسلامیہ پر اور بالخصوص اس کے حساس نوجوانوں پر ہو رہے ہیں، اس کے ردعمل میں ان کے اندر انتہا پسندانہ اور انتقامی جذبات کا پیدا ہونا ایک ایسی بات ہے جسے آپ نامناسب اور نقصان دہ تو قرار دے سکتے ہیں مگر غیر فطری اور بعید از قیاس نہیں کہہ سکتے۔ اس میدان میں ایک زبردست خلا ہے جسے پر کئے جانے کی ضرورت ہے جب تک صحیح خطوط پر انصاف کے قیام کی ایک منصوبہ بند اور ایسی عملی جدوجہد نہیں کی جائے گی جو شعور کی تربیت بھی کرے اور حساس اور فکرمند لوگوں کو ایک مثبت میدان عمل بھی فراہم کرے، اس وقت تک موجودہ صورت حال میں بہتری کی امید نہیں کی جاسکتی۔

شعور کی بیداری کی طویل جدوجہد کے ساتھ ساتھ اس کی بھی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ عقل وشعور کی کمی کی وجہ سے شریعت اور عقل کے خلاف جو حرکتیں یہاں اور وہاں سرزد ہو رہی ہیں، ان کے بارے

میں ایک واضح مضبوط اور جرأتمندانہ موقف کا صاف صاف اظہار واعلان ہمارے علماء وارباب حل وعقد کی طرف سے، خصوصاً ان حضرات کی طرف سے جن کے کندھوں پر اپنے اپنے علاقوں میں قیادت کی گراں بار ذمہ داری ہے، ملت کے سامنے آتا رہے۔۔۔اکثر دیکھا جاتا ہے کہ مختلف مصالح کی آڑ لیکر ایسے حضرات کی طرف سے خاموشی اور ''احتیاط'' کا جو طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد شدید غلط فہمیوں اور فکری وعملی گمراہیوں میں مبتلاء ہوتی جارہی ہے اور اسلام اور امت مسلمہ کو بہت زیادہ نقصان پہونچ رہا ہے۔

یہ ملت جو بڑی سے بڑی سازشوں سے محفوظ رہی، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کو تاریخ کے ہر دور میں ایسے رہنما ملتے رہے جو پوری جرأت وبیبا کی کے ساتھ بروقت رہنمائی کا فرض ادا کرتے تھے ،کسی ملامت کرنے والے کی ملامت یا کسی اور شے کا خوف یا کسی موہوم مصلحت کا خیال انہیں ذرہ برابر بھی خوف زدہ اور ادائے فرض میں کوتاہ نہیں کر پاتا تھا۔

جہاد کے نام پر فساد کا جو منحوس سلسلہ آج ملت اسلامی کے ماتھے پر ایک سیاہ کلنک بنا ہوا ہے، اس کا سلسلہ کم از کم میری یاد داشت کے مطابق ،چودھویں صدی کے اختتامی سال کے پہلے دن (یکم محرم ۱۴۰۰ھ ۲۰ /نومبر ۱۹۷۹ء)مسجد حرام میں ہونے والے دہشت گردی کے اس بھیانک واقعہ سے شروع ہوا تھا، جس میں عین خانۂ کعبہ کے سامنے کچھ لوگوں نے ''جہاد'' کرتے ہوئے مسلمانوں ہی کا خون بہایا تھا، یہ راقم سطور ان دنوں مدینہ منورہ میں زیر تعلیم تھا، میں خود تو اس واقعہ کی حقیقت کو کیا سمجھ سکتا؟ وہاں کے اچھے اچھے اہل علم کا ناطقہ بھی سر بگریباں تھا کہ اسے کیا کہئے؟ اس وقت والد ماجد صاحب الفرقان: حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے الفرقان: جنوری ۱۹۸۰ء کے اپنے اداریہ میں ''حرم شریف کا عبرت ناک المیہ ،اصل حقیقت'' کے زیر عنوان اس واقعہ کا تجزیہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا تھا اس سے ہی اس واقعہ کی اصل حقیقت آشکار ہوئی تھی، اس کا عربی ترجمہ جب وہاں کے بعض ممتاز اہل علم ونظر سے گذرا تھا تو وہ لوگ صاحب مقالہ کی فراست وبصیرت کا اندازہ کرکے حیران رہ گئے تھے، لوگ انگشت بدنداں تھے کہ دور بیٹھ کر ایک ہندی عالم نے ان حقائق کو دیکھ اور سمجھ لیا جو ہم یہاں قریب رہ کر سمجھنے سے قاصر رہے۔میرا خیال ہے کہ آج دہشت گردی اور جہاد کے نام پر فساد فی الارض کے بڑھتے ہوئے رواج کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے بھی اس کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا ،اسی خیال سے اس مضمون کے کچھ اقتباسات یہاں نقل

کررہا ہوں ۔انہوں نے اپنے مضمون کا آغاز حرم مکی کے اس واقعہ سے نہیں ، بلکہ عہد صحابہ کے واقعہ سے کرتے ہوئے لکھا تھا۔

''جو حضرات اسلامی تاریخ سے کچھ واقف ہیں یہ بات ان کے علم میں ہوگی کہ اسلام میں سب سے پہلا فرقہ خوارج کا پیدا ہوا تھا، مذہب کے بارے میں یہ لوگ سخت تشدد اور غلو پسند تھے ''گناہ کبیرہ'' کے مرتکب مسلمانوں کو یہ اسلام سے خارج، قطعی کافر اور جہنمی قرار دیتے تھے،اس فرقہ کا آغاز حضرت علی اور حضرت معاویہ کی باہمی جنگ کے زمانے میں ہوا۔جب ایک مرحلہ پر فریقین اس پر راضی ہوئے کہ باہمی نزاع کے فیصلہ کے لئے ہر فریق اپنی طرف سے ایک ''حکم'' تجویز کردے اور یہ دونوں حکم باہم مشورہ سے جو متفقہ فیصلہ کردیں اس کو فریقین تسلیم کرلیں۔اس تجویز کے مطابق حضرت علی نے اپنی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اور حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص کو حکم تجویز کردیا۔۔تو حضرت علی کے لشکر کے کچھ جوشیلے اور جذباتی سپاہی جن کی تعلیم وتربیت بھی ناقص تھی ان سے منحرف اور باغی ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ کسی معاملہ میں حکم اور فیصلہ کا حق تو صرف اللہ کو ہے، اور غیر اللہ کو (حکم) ماننا ایک طرح کا شرک ہے۔قرآن پاک میں **ان الحکم الا للہ**۔لہٰذا علی اور معاویہ دونوں دو آدمیوں کو حکم مان کر ''توحید حکمی'' سے منحرف اور بددین ہوگئے ہیں انہوں نے بہت سے اپنے ہی جیسے جوشیلے اور نافہم لوگوں کو اپنے ساتھ ملالیا اور ایک اچھا لشکر بن گیا[۱]،اور اس طرح حضرت علی اور حضرت معاویہ کے علاوہ ایک تیسری طاقت وجود میں آگئی ، پھر ایک وقت آیا کہ حضرت علی کو ان کے خلاف جنگ کرنی پڑی جو تاریخ میں جنگ ''نہروان'' کے نام سے معروف ہے اس جنگ نے خوارج کی اجتماعی اور عسکری طاقت ختم کردی۔۔جنگ میں شکست کھانے کے بعد ان میں کے تین جانباز لیڈر عبدالرحمٰن ابن ملجم۔برک بن عبداللہ۔اور عمر بن بکیر، حرم شریف میں جمع ہوئے یہ خود کو اور اپنی جماعت ہی کو اصل مسلمان اور اسلام کا گویا اجارہ دار سمجھتے تھے،انہوں نے باہم گفتگو کے بعد طے کیا کہ امت میں پھیلنے والے سارے شر وفساد وخونریزی کی جڑ بنیاد تین آدمی ہیں ایک علی بن ابی طالب، دوسرے معاویہ بن ابی سفیان ،تیسرے عمرو بن العاص یہ تینوں واجب القتل ہیں اگر ان کو ختم کردیا جائے تو امت میں پھیلا ہوا سارا فتنہ فساد ختم ہوجائے گا۔اس کے بعد انہوں نے حرم شریف میں ہی ان تینوں افراد کو ختم کردینے کا منصوبہ اور لائحہ عمل بنایا اور مؤکد حلف کے ساتھ باہم معاہدہ کیا۔۔عبدالرحمٰن ابن ملجم نے کہا کہ علی کا قتل میں اپنے ذمے لیتا ہوں۔برک نے کہا کہ معاویہ کو میں قتل کرونگا۔عمر بن بکیر نے عمرو بن العاص کا ذمہ لیا۔اور طے ہوا کہ ایک ہی تاریخ ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں

---

[۱] ذرا غور کیجئے کیا آج بعض اسلامی تحریکوں میں اس ذہنیت اور استدلال کی جھلک صاف نظر نہیں آتی؟ (سجاد)

ہر شخص اپنا کام کرے گا۔

اس اقرار کے بعد ابن ملجم حضرت علی کے دار الخلافہ کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ برک حضرت معاویہ کے دار السلطنت دمشق آیا اور عمر بن بکیر نے مصر کا رخ کیا جہاں حضرت عمرو بن العاص نائب خلیفہ (گویا گورنر) تھے اور شریعت کے دستور اور قانون کے مطابق یہ تینوں حضرات اپنے اپنے مقام پر خود ہی نماز کی امامت فرماتے تھے۔ ان خارجیوں کی قرارداد یہ تھی کہ تینوں پر گیارہویں رمضان (یا ایک روایت کے مطابق ۱۷ رمضان) کو فجر کے وقت حملہ ہو اور ان کو قتل کر دیا جائے۔

حسن اتفاق کہ اسی رات میں حضرت عمرو بن العاص درد قولنج میں مبتلا ہو گئے، اور فجر کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد تشریف نہیں لا سکے، اس لئے ان کی جگہ ایک دوسرے صاحب عمر بن بکیر کی تلوار کا نشانہ بن گئے۔۔ برک بن عبد اللہ نے دمشق پہونچ کر اپنے منصوبے کے مطابق حضرت معاویہ پر اس وقت تلوار سے وار کیا جب وہ نماز کے لئے مسجد تشریف لے جا رہے تھے لیکن اس کا وار خطا کر گیا۔ اور بعض تاریخی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت معاویہ کے ایک معمولی سا زخم آیا، نگران کے ساتھ محافظ دستہ (باڈی گارڈ) رہتا تھا، اس کے سپاہیوں نے حملہ آور برک کو فوراً گرفتار کر لیا — عبد الرحمٰن بن ملجم جس نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو ختم کرنا اپنے ذمّے لیا تھا، اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت علیؓ جس وقت فجر کی نماز کے لئے گھر سے مسجد تشریف لے جا رہے تھے، یہ ابن ملجم راستہ میں چھپا بیٹھا تھا۔ اچانک اس نے آپ پر تلوار کا ایک سخت وار کیا۔ تلوار سر پر پڑی اور کاسۂ سر کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچ گئی، آپ لہولہان ہو گئے اور زمین پر گر پڑے۔ آپ کے ساتھیوں نے فوراً ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا — آپ نے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو کچھ وصیتیں فرمائیں۔ انہی میں ایک وصیت بھی تھی کہ اگر میں زندہ رہ گیا تو اپنے قاتل کے بارے میں خود ہی فیصلہ کروں گا۔ اور اگر زندہ نہ رہوں تو پھر ایک ہی ضرب سے میرے اس قاتل ابن ملجم کو قصاص میں قتل کیا جائے، جیسا کہ شریعت کا قانون ہے اور انتقام کے جذبہ سے مغلوب ہو اس کو زیادہ سخت ایذائیں نہ دی جائیں۔ (جیسا کہ جاہلیت میں ہوتا تھا) لیکن تاریخ کا بیان ہے کہ وصیت پر عمل نہ ہو سکا، لوگوں نے انتقامی جذبات کی شدت سے مغلوب ہو کر اس کے ہاتھ پیر کاٹے، زبان کاٹی گئی اور اس کی آنکھیں نکالی گئیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ یہ خارجی لوگ (اپنے خاص گمراہانہ خیالات اور غالیانہ طرز فکر اور طرز عمل سے قطع نظر) اپنی ذاتی زندگی میں شریعت کے بہت پابند اور بڑے ''دیندار'' ''عبادت گذار'' تھے۔ حضرت علیؓ کے قاتل ابن ملجم کے متعلق بعض کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ جب اس کو

قتل کیا جانے لگا اور اس کو معلوم ہو گیا کہ کس طرح اس کو قتل کیا جائے گا تو اس نے کہا کہ میری زبان سب سے آخر میں کاٹی جائے تا کہ وہ آخری دم تک اللہ کا ذکر کر سکے۔

تاریخ کی روشنی میں اس بارہ میں شک شبہہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنے اس بدترین اور خبیث ترین عمل میں بھی ''نیک نیت'' اور ''مخلص'' تھے، انہوں نے اس کو اسلام اور امت مسلمہ کی اعلیٰ درجہ کی خدمت سمجھا تھا، ان کو یقین رہا ہوگا کہ یہ کام کرنے کے بعد ہم کسی طرح زندہ نہیں بچ سکیں گے، ہماری بیویاں بیوہ اور ہمارے بچے یتیم ہوں گے، لیکن اس کے باوجود وہ اس قربانی کے لئے تیار ہوئے اور انہوں نے ''فی سبیل اللہ جہادِ عظیم'' اور ''جنت کا وسیلہ'' سمجھ کر دنیا کا یہ سب سے بڑا اور لعنتی گناہ کیا — یہ اس کی بڑی سبق آموز مثال ہے کہ کیسے کیسے ''نیک نیت اور مخلص جانباز'' شیطان کا آلہ کار بن جاتے ہیں اور وہ لعین ان سے وہ کروا بھی لیتا ہے جس کے لئے کافر بھی آسانی سے تیار نہ ہو۔

ان خوارج کے حالات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کی انتہائی گمراہی اور شقاوت و بدبختی کی جڑ بنیاد یہ تھی کہ انہوں نے اور ان کے قائدوں لیڈروں نے اپنے بہت ہی محدود علم اور ناقص فہم پر بھروسہ کیا، اور دین کے بارہ میں اپنے کو عقل کُل اور بڑے سے بڑے فیصلوں کا اہل سمجھ لیا۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام اچھی خاصی تعداد میں موجود تھے، وہ بھی تھے جو اس جنگ سے بالکل بے تعلق اور غیر جانبدار تھے، جیسے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ — ان خوارج نے ان سے بھی علمی استفادے یا صلاح ومشورہ کی ضرورت نہیں سمجھی اور اپنے ہی ناقص علم وفہم پر اعتماد کر کے یہ سب کچھ کر ڈالا — اس مزاج اور اس طرز فکر کی وجہ سے مختلف دوروں میں امت میں بڑے بڑے فتنے برپا ہوئے اور پھر اس کے نتیجہ میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے۔

ہماری چودھویں صدی ہجری کے اس آخری سال ۱۴۰۰ھ کے پہلے دن یکم محرم (۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء) کو حرم شریف میں جو کچھ ہوا جس کے نتیجے میں حرم پاک کی انتہائی بے حرمتی ہوئی۔ جہاں چڑیا مارنا بھی حرام ہے وہاں اپنے کو مسلمان کہنے والوں نے مسلمانوں کو گولیوں سے بھونا — کعبۃ اللہ کے صحن میں اللہ کے بندوں کا خون بہا سینکڑوں کی زندگی کا چراغ گل ہوا (جن میں اللہ کے خصوصی مہمان مختلف ملکوں کے حجاج بھی تھے) دو ہفتوں سے زیادہ بیت اللہ کا طواف بند رہا اور ان دنوں میں مسجد حرام میں ایک وقت بھی نماز باجماعت نہ ہو سکی، کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایسی ہی ایک گمراہ جماعت کے ہاتھوں ہوا جس کا دینی مزاج اور طرز فکر وہی خوارج والا تھا، یہ اپنے کو ''سلفی'' اور ''مصلحین'' کہتے تھے، دین کے بارہ میں خوارج ہی کی طرح دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں ان

میں بھی احساس برتری تھا، عملی زندگی میں بھی یہ خوارج ہی کی طرح ''دیندار'' اور احکام شریعت کے پابند تھے، ان کی بھی گمراہی کی جڑ بنیاد یہی تھی کہ اپنے بہت محدود علم اور بہت ہی ناقص عقل وفہم پر اعتماد کر کے انہوں نے دین کے اور امت کے بارہ میں بہت بڑے اور خطرناک فیصلے کر لیئے، کسی ''بڑے عالم دین اور کسی ایسی شخصیت سے بھی جو آج کی دنیا کے حالات سے باخبر ہو مشورہ کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کچھ جوشیلے نوجوانوں نے دین ہی کے نام پر خفیہ اسکیم تیار کی اور وہ کر ڈالا جس کے نتیجے میں حرم پاک میں سب کچھ ہوا'' اب تک کی اطلاعات سے جو اندازہ کیا گیا ہے، یہی ہے جو ان سطروں میں عرض کیا گیا لعل اللہ یحدث بعد ذٰلك امرا۔

منقولہ بالا اقتباس کے بعد حرم شریف کے مذکورہ واقعہ کی تفصیلات ایک عینی شاہد کے حوالے سے تحریر کرنے کے بعد آخر میں ایک بہت اہم پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اسے بھی بغور پڑھ لیجئے!

''الغرض اگر بات اتنی ہی تھی تو بلا شبہ اس گروہ کا یہ دینی جنون اور مالیخولیا بڑا ہی عبرتناک تھا، شیطان نے ان احمقوں سے دین کے نام پر وہ سب کچھ کرا لیا جس کے کرنے پر کافر بھی آسانی سے آمادہ نہ ہو سکے''۔

لیکن جب اس واقعہ کے سلسلہ کی ان کڑیوں پر غور کیا جائے کہ ان لوگوں نے ایسا خطرناک منصوبہ جس کے لئے بڑے وسائل درکار تھے کتنی رازداری سے بنایا، کیسی ہوشیاری سے تکمیل تک پہنچایا اور پھر سعودی فوج کے مقابلے میں کیسی جنگی مہارت کا ثبوت دیا کہ فوج اپنے تمام تر وسائل اور بہت بڑی تعداد، سخت جانی نقصان کے بعد بھی کئی دن تک ان پر قابو نہیں پا سکی اور حرم پاک کو ان سے خالی نہیں کرا سکی تو ان کو صرف ''دینی مجانین اور مالیخولیائی'' کہہ کر عقل کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے، شاید حرم شریف کا یہ واقعہ جہاد کے نام پر فساد کے ایک لامتناہی سلسلے کا آغاز تھا، جہاد کے نام پر فساد فی الارض کی حقیقت آج جتنی واضح ہو چکی ہے اور یہ بات کہ بظاہر ان پر جوش اور بے عقل نوجوانوں کے جذبات کو استعمال کرنے والی کوئی اور طاقتیں ہیں جو اپنے مقاصد کے لئے ان کے جذبات اور ناسمجھی کا استحصال کر رہی ہیں، یہ بات جتنی اب کھل کر سامنے آ چکی ہے، یہ سب باتیں اُس وقت اتنی واضح نہیں تھیں، تاہم اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو خداداد فراست وبصیرت سے بات کی تہہ تک بہت جلد پہونچ جاتے ہیں اور حق کے صاف صاف اظہار کی جرأت بھی انہیں خوب فیاضی کے ساتھ عطا ہوتی ہے ۔ زیر نظر مضمون میں جو المیہ پشاور کے تناظر میں لکھا جا رہا ہے اس مثال کے ذکر سے راقم کا مقصد یہی ہے کہ کم

ازکم اب، پوری دنیا بالخصوص پاکستان کے علماء اور مذہبی قائدین کے ذمّے لازم ہوگیا ہے کہ وہ صاف صاف لفظوں میں دہشت گردی اور فساد فی الارض پر مشتمل ان حرکتوں کے بارے میں اسلام کا حکم امت مسلمہ کے سامنے رکھیں اور اس موقف کی تشہیر و ابلاغ کے لئے ایسے ذرائع اختیار کریں کہ وہ اسلامی اور انسانی برادری کے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے — اور ساتھ ساتھ ظلم کے خاتمے اور عدل پر مبنی نظام کے قیام کی جدوجہد کے لئے دور حاضر میں کیا طریق کار مناسب ہوگا، اس سلسلے میں نہ صرف فکری و نظریاتی طور پر بلکہ حتی الامکان عملی طور پر بھی اپنے اپنے ملکوں کے عوام و خواص کی رہبری کریں، تاکہ لوگ اس سلسلے میں ان سے رہنمائی لیں اور ان کی رہنمائی مردمیدان کی رہنمائی کے طور پر قدر و اعتماد کے ساتھ قبول کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حادثہ پشاور کے تمام شہداء کو اپنے رحم وکرم سے نوازے، ان کے غمزدہ والدین اور دیگر اہل خانہ کو صبر و اجر عطا فرمائے اور جو زخمی ہیں جلد از جلد صحتیاب ہوں، نیز یہ بھی کہ اس شر سے خیر برآمد ہو جائے، بلاشبہ ہمارا حکیم و قدیر رب ہر شے پر قادر ہے۔

الفرقان کا خاص نمبر:

اللہ کا شکر ہے کہ الفرقان کے خاص نمبر کو ملک کے اہل علم و دانش بہت قدر و پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں — بمبئی میں اس موضوع پر انجمن اسلام کے ہال میں اس کے سلسلے میں ایک مخصوص نشست بھی منعقد ہوئی، جہاں مختلف حضرات نے نمبر کے مشتملات پر اظہار خیال کیا، راقم نے کچھ تفصیلی گفتگو بھی کی، انجمن اسلام کے صدر محترم ڈاکٹر ظہیر قاضی صاحب نے اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے اس کے انگریزی ترجمہ پر زور دیا، نشست کے آخر میں سوال وجواب کا سیشن بھی ہوا، شرکاء مجلس نے اس نمبر کے مضامین کی روشنی میں عملی جدوجہد پر بھی زور دیا، اور اس سلسلے میں کچھ عملی اقدامات بھی طے ہوئے۔

مہاراشٹر اکے شہر کولہاپور کے کچھ احباب نے بھی ایک بہت باوقار اجلاس منعقد کیا جس میں بارہ سو علماء اور دانشور حضرات شریک ہوئے۔ اجلاس کی کوئی عام تشہیر نہیں کی گئی تھی، صرف چند اضلاع سے منتخب حضرات کو مخصوص دعوت ناموں کے ذریعہ دعوت دی گئی، اجلاس صبح ۱۰ بجے سے عشاء کی نماز تک چلا کچھ عملی اقدامات کا فیصلہ بھی کیا گیا — محترم قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کوششوں کو قبول فرمائیں، اور خلوص نیت کے ساتھ صحیح عملی جدوجہد کی راہیں بھی کھول دے — آمین

☆☆☆

محفل (۱۴۱)	سورہ المائدہ (۱۸)

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال، کہ ان کی امت میں تثلیث کہاں سے آئی؟

حضرت عیسیٰ کا جواب، کہ پروردگار آپ ہی بہتر جانتے ہیں، میں تو لاعلم ہوں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ٭ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِہٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ۚ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ ؕ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ ؕ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ

اور یاد کرو وہ وقت جب فرمائے گا اللہ کہ اے عیسیٰ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو بھی معبود اللہ کے سوا بنا لو؟ وہ عرض کریں گے: پاک ہے تیری ذات۔ مجھ سے کیسے ممکن تھا کہ وہ بات کہوں جس کا حق مجھے نہ تھا۔ اگر میں نے کہا ہوتا تو تیرے علم میں

ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں وہ نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے۔ تو بے شبہ ہے چھپی باتوں کا جاننے والا (۱۱۶) میں نے ان سے بس وہی کچھ کہا جس کا حکم تو نے مجھے دیا تھا کہ اللہ ہی کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ اور میں واقفِ حال ان کا تھا جب تک ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اُٹھالیا تو پھر تو ہی ان کی خبر رکھنے والا تھا۔ اور ساری ہی چیزوں کا تو نگراں ہے (۱۱۷) (اب) انھیں سزا تُو دے تو وہ تیرے بندے ہیں (تو مالک) اور جو معاف فرمائے تو تُو اختیار والا حکمت والا ہے (۱۱۸) اللہ فرمائے گا: یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ اُن کیلئے باغ ہیں کہ نہریں ان کے تلے بہتی ہوں گی، ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہی (کامیابی) ہے بڑی کامیابی (۱۱۹) اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی۔ اور وہ ہر شئ پر قادر ہے (۱۲۰)

تمہید کے بعد اصل سوال

گزشتہ آیتوں پر تمہید ختم ہوئی، اب بیان اس تمہید کے مدعا کا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وہ وقت یاد کرو جب۔۔۔! یعنی ذرا سوچو وہ وقت کیسا ہوگا جب (ان سب باتوں کے بعد جو اوپر فرمائی گئیں) اللہ جل جلالُہ کا صاف صاف سوال اپنے پیمبر عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام سے یہ ہوگا کہ کیا یہ تم نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ کے ساتھ ساتھ مجھے اور میری ماں کو بھی معبود ٹھیرالینا، پرستش میں شریک کرلینا؟ اللہ سبحانہٗ کے پیغمبر ہزار بار بالاتر اور بری اس سے ہیں کہ اپنے پیغامِ توحید کو شرک آلود کریں اور اللہ، معبودِ برحق، کے ساتھ خود کو بھی معبودیت کا کوئی درجہ دینے کی تعلیم امت کو دیں۔ پس یہ سوال صرف یہی معنیٰ رکھتا ہے کہ آپ کی امتِ نے جو یہ آپ ہی کے سر رکھ کر توحید کو تثلیث بنادیا ہے، اس کی تکذیب آپ ہی کی زبان سے جزا و سزا کے فیصلہ کے اِس دن میں ان کے اور ساری دنیا کے روبرو کرادی جائے۔

جواب میں حضرت عیسیٰ عرض کرتے ہیں: سُبحانَکَ! یہ ذاتِ حق کے بارے میں کلمۂ تنزیہ ہے جو ادباً ہر ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جہاں کوئی بات اللہ کی اَحدِیت و یکتائی کو داغ لگانے کے ہم معنیٰ آجائے۔ پھر عرض کرتے ہیں کہ پروردگار، مجھ سے بھلا کیونکر یہ ممکن تھا کہ وہ بات لوگوں سے کہتا جو میرے لئے حق نہ تھی۔ میں نے تو صرف وہی کہا جو کہنے کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا۔ اور بالفرض کہا ہوتا تو آپ سے چھپنے والا تو نہ تھا، کہ آپ علّامُ الغیوب ہیں۔ میرے تو دل میں بھی یہ خیال گزرتا تو آپ کے علم میں ہوتا۔

لیکن پھر یہ کیوں ہوا اور کیسے ہوا؟ یہ سوال رہ جاتا تھا۔ اس لئے مزید عرض کی کہ مجھے تو پروردگار، بس اس وقت تک کی خبر ہے جب تک میں قوم کے درمیان رہا، یعنی میں نے تو اپنے سامنے کوئی ایسی بات پائی نہ تھی کہ اس کی روک تھام کرتا۔ اور میرے بعد جو کچھ ہوا ہو اس پر نظر اور اس کی خبر رکھنے والا تو تنہا تو ہی تھا، تو ہی جان سکتا ہے کہ یہ سب کیونکر ہوا۔ اور پھر تیرے علم کے مطابق یہ سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں، تو تیرے بندے ہیں، تو ہر طرح حقدار ہے، اور قادر۔ اور تیری حکمت معاف فرمانے کا تقاضہ کرے تو یہ ایک غالب اور با اختیار ہستی کی حکمت ہے کوئی عجز و بیچارگی نہیں۔

اپنی ملت کے لئے حضراتِ انبیاء کی شفقت

آپؑ کے جواب کے اس آخری جملہ (وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے دل میں اپنی ملت کے لئے کس درجہ کی شفقت ہوتی ہے۔ معلوم ہے کہ شرک کو نا قابلِ معافی ٹھیرا دیا گیا۔ پر اللہ کا اختیار تو اس قانون اور فیصلہ سے بہر حال بالاتر ہے۔ سو سفارش کی راہ میں اگر چہ قانونِ عام حائل ہے، مگر بالاتر اختیار کا حوالہ تو اس کی عظمتِ شان کا حوالہ ہے۔ جس سے حضرت عیسیٰ اپنی اس ملت کے حق میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں جس نے آپ کو حضورِ حق میں شرمندہ کیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَائِکَ وَ اٰلِھِمْ!

اہلِ توفیق کو صلائے عام

سوال جواب ختم ہوتا ہے۔ اور اب خوف و دہشت کے اس ماحول میں ایک سکون بخش صدا بلند ہوتی ہے، جس میں صلائے عام ہے اہلِ توفیق کے لئے۔ فرمایا جاتا ہے: هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۔۔۔۔ یہ وہ دن ہے جس میں وہ لوگ بڑا نفع پانے والے ہوں گے جو زندگی میں صدق و سچائی پر کاربند رہے ہوں گے۔ اُن کیلئے باغ ہیں کہ نہریں ان کے تلے بہتی ہوں گی، ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ اور یہی (کامیابی) ہے بڑی کامیابی!

یہ صدق و سچائی کیا ہے جس پر کاربند رہنے والے فوزِ عظیم سے ہم کنار ہوں گے؟ اوپر جو کچھ گذرا وہ سب اسی کی تفصیل تھی۔ حاصل اس ساری تفصیل کا جسے اللہ نے چاہا ہے کہ اہلِ توفیق گرہ باندھ لیں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ہی بے شرکتِ غیرے مالک کائنات ہے اور قادرِ مطلق۔ اسی کو فرمایا: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ یہ جڑ بنیاد ہے اس زندگی کی جو آخرت میں بڑے نفع کا

سودا ثابت ہوگی۔ وہ زندگی جس کی تمام شاخیں اِسی جڑ سے پھوٹ رہی ہوں۔ صدق اللّٰہ العظیمُ وَصَدَقَ رسولہٗ النبیُّ الکریم وَنحنُ عَلیٰ ذٰلِکَ مِنَ الشّاھِدین!

(الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۲۴؍ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲؍نومبر ۲۰۰۹ء سورۂ مبارکہ کے ختم تک پہنچنے کی سعادت میسر آئی، اللہ اسے راقم اور مخلوق کیلئے نافع بنائے)

☆☆☆

ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

۸۳ سالوں سے شائع ہونے والا یہ رسالہ، صرف ایک رسالہ نہیں بلکہ یہ ایک مکتبہ فکر ہے۔

یہ ایک تحریک ہے، یہ دین کی بنیادی دعوت کا ترجمان ہے۔

حق گوئی کے سلسلے میں جرأت وبے باکی اِس کی پہچان ہے۔

غیرت وحمیّت، نیز مومنانہ بصیرت کا علمبردار ہے۔ قدیم صالح، جدید نافع کا حسین امتزاج ہے۔

سالہا سال سے لگاتار آج تک یہ امت کی رہنمائی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ

زیادہ سے زیادہ لوگ اِس سے فائدہ اُٹھائیں، تو آپ بھی اِس کارِ خیر میں ہمارے ساتھ شامل ہو کر ہمارا تعاون کریں،

۞ سالانہ خریدار بنیں۔ ۞ اپنے کسی دوست، رشتہ دار یا اپنے محلہ کی مسجد کے لئے اپنی طرف سے رسالہ جاری کروائیں۔ ۞ اپنے یا اپنے سے متعلق کسی شخص کے حلال کاروبار وغیرہ کا اشتہار رسالہ میں شائع کروائیں۔

ہم سے رابطہ کریں:

دفتر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، 114/31، نظیر آباد لکھنؤ، فون 0552-4079758

Email: monthlyalfurqanlko@gmail.com

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کا پیغام

حضرات! میں نے پچھلے چھ لکچروں میں دلائل اور تاریخ کی روشنی میں یہ ثابت کر دیا کہ انسانوں کے تمام بلند طبقوں میں سے صرف انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرتیں تقلید اور پیروی کے لائق ہیں اور ان میں سے عالمگیر اور دائمی نمونہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے۔ اس مقام پر جب یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی عالمگیر اور دائمی نمونہ ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی عالمگیر اور دائمی تعلیم کیا ہے؟ وہ دنیا کو کیا پیغام دینے آئے؟ اور کیا پیغام دے کر دنیا سے تشریف لے گئے؟ ان کے پیغام کے وہ کون سے ضروری اجزاء ہیں جن کے ادا کرنے کے لئے اس پیغمبر آخر الزماں کی ضرورت پیش آئی؟ دنیا میں دوسرے پیغمبروں کے ذریعہ سے جو پیغام آئے ان کی کس طرح اس آخری پیغمبر نے تصحیح اور تکمیل کی؟

ہم کو تسلیم ہے کہ دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء کے ذریعہ سے پیغام آتے رہے مگر جیسا کہ بار بار کہا جا چکا ہے اور واقعات کی روشنی میں دکھایا جا چکا ہے، وہ تمام پیغام کسی خاص زمانہ اور قوم کے لئے آیا کئے اور وقتی تھے اور اس لئے ان کی دائمی حفاظت کا سامان نہ ہوا، ان کی اصل برباد ہوگئی، مدتوں کے بعد مرتب کئے گئے اور ان میں تحریفیں کی گئیں، ان کے ترجموں نے ان کو کچھ سے کچھ بنا دیا۔ ان کی تاریخی سند کا ثبوت نہیں باقی رہا۔ بہت سے جعلی پیغام ان میں شریک کئے گئے اور یہ سب چند سو برس کے اندر ہو گیا۔ اگر خدا تعالیٰ کا کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے تو انکا مٹنا اور برباد ہو جانا ہی ان کے وقتی فرمان اور عارضی تعلیم ہونے کا ثبوت ہے۔ مگر جو پیغام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آیا وہ عالمگیر اور دائمی ہو کر آیا۔ اور اسی لئے وہ

جب سے آیا اب تک پوری طرح محفوظ ہے اور رہے گا۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی نیا پیغام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی گزشتہ پیغام کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس کی تکمیل ہو چکی اور اس کی حفاظت کا ذمہ دار میں ہوں۔ دنیا کے تمام وہ صحیفے جو گم ہو چکے ان کا گم ہو جانا ہی ان کے وقتی اور عارضی ہونے کی دلیل ہے۔ اور جو موجود ہیں ان کی ایک ایک آیت تلاش کرلو، ان کی تکمیل اور ان کی حفاظت کے وعدے کے متعلق ایک حرف نہ پاؤ گے، بلکہ ان کے خلاف ان کے نقص کے اشارے اور تصریحیں ملیں گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ ''خداوند تیرے درمیان تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی طرف کان دھرو'' (استثناء ۱۸، ۱۵) ''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے کہوں گا وہ سب ان سے کہے گا'' (استثناء ۱۸، ۱۹) ''یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سیناؔ سے آیا اور سعیرؔ سے ان پر طلوع ہوا، اور فاراںؔ کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ہوگی''۔ (استثناء ۲۳، ۲)۔

ان اوپر کی آیتوں میں تورات یہ صاف بتا رہی ہے کہ ایک اور نبی موسیٰ علیہ السلام کے مثل آنے والا ہے جو اپنے ساتھ آتشیں شریعت بھی لائے گا اور اس کے منہ میں خدا اپنا کلام بھی ڈالے گا۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا پیغام آخری اور دائمی نہ تھا۔

اس کے بعد اشعیاؔ نبی ایک اور ''رسول'' کی خوشخبری سناتے ہیں، ''جس کی شریعت کی راہ دریائی ممالک اور جزیرے تک رہے ہیں''۔ (باب ۴۰) ملاخیہ میں ہے ''دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا''۔ بنی اسرائیل کے دیگر صحیفوں اور زبور میں آئندہ آنے والوں کی بشارتیں ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی اسرائیلی صحیفہ دائمی اور آخری اور مکمل نہیں تھا۔

انجیل کو دیکھو وہ اعلان کرتی ہے:

''اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا'' (یوحنا ۱۴، ۱۶)

''لیکن وہ فارقلیط روح القدس ہے، جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھا

ئے گا اور سب باتیں جو کچھ میں نے تمہیں کہی ہیں، تمہیں یاد دلائے گا"۔(یوحنا ۱۴، ۲۶)

"میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گی تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی، کیونکہ وہ اپنی نہ کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی وہ کہے گی"۔(یوحنا ۶، ۸)

ان آیتوں میں انجیل نے صاف اعلان کیا ہے کہ وہ خدا کا آخری کلام نہیں اور نیز یہ کہ وہ کامل بھی نہیں۔ایک اور آئے گا جو مسیح علیہ السلام کے پیغام کی تکمیل کرے گا۔مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام اپنے بعد کسی اور آنے والے کا پیغام نہیں دیتا جو نیا پیغام سنائے گا۔یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام میں کوئی نقص ہے جس کو دور کر کے وہ اس کو کامل کرے گا، بلکہ وہ اپنی تکمیل کا آپ دعویٰ کرتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (مائدہ۔ ۱) "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر پوری کر دی اپنی نعمت"۔

اور بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء یعنی نبوت کے سلسلہ کو بند کرنے والے ہیں، وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ خود قرآن نے کہا ہے اور ختم بی النبیون (اور میری ذات سے انبیاء ختم کئے گئے ہیں) حدیث نے کہا ہے (مسلم بالمساجد) الالا نبی بعدی (ہشیار کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں) متعدد حدیثوں میں ہے۔آپؐ نے فرمایا "میں نبوت کی عمارت کا آخری پتھر ہوں"۔قرآن نے اپنے صحیفہ کی کسی آیت میں کسی بعد میں آنے والے پیغمبر کے لئے جگہ نہیں چھوڑی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی پیغام ربّانی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں آیا، خدا کا آخری اور دائمی پیغام ہے اور اسی لئے وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے وعدے سے خدا نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی ہے۔

دوستو! اس کے بعد سوال یہ ہے کہ پیغامِ محمدیؐ کے سوا کوئی اور پیغام الٰہی بھی عالمگیر ہو کر آیا۔بنی اسرائیل کے نزدیک دنیا صرف بنی اسرئیل سے صاف عبارت ہے، خدا صرف بنی اسرئیل کا خدا ہے۔اس لئے بنی اسرائیل کے انبیاءؑ اور صحیفوں نے کبھی غیر بنی اسرائیل تک خدا کا پیغام نہیں پہنچایا اور اب تک بھی یہودی مذہب اور موسوی شریعت بنی اسرئیل تک محدود ہے۔تمام صحیفوں میں صرف انہی کو خطاب کیا گیا ہے۔اور ان کو ان کے خاندانی خدا کی طرف ہمیشہ ملتفت کیا گیا ہے۔حضرت عیسیٰ نے بھی اپنا پیغام بنی اسرئیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک محدود رکھا اور غیر اسرئیل کو اپنا پیغام سنا کر "بچوں کی روٹی کتوں کو دینی پسند

نہ کی'' ہندوستان کے وید بھی غیر آریوں کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتے کہ ان کے علاوہ تو تمام دنیا شودر ہے اور وہاں یہ تاکید ہے کہ اگر وید کے شبد شودر کے کانوں میں پڑ جائیں تو اس کے کانوں میں سیسہ ڈال دیا جائے۔

پیغامِ محمدیؐ دنیا میں خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے جو کالے اور گورے، عرب وعجم، ترک وتاتار، ہندی وچینی، زنگ وفرنگ، سب کے لئے عام ہے، جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' ''تمام دنیا کا پروردگار ہے۔ اسی طرح اس کا رسول تمام دنیا کا رسول ہے ''رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' ''تمام دینا کے لئے رحمت ہے اور اس کا پیغام بھی تمام دنیا کے لئے پیغام ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿الأنعام: ۹۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۝ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴿الفرقان: ۱﴾ ''نہیں ہے مگر نصیحت تمام دنیا کے لئے''۔ ''برکت والا ہے وہ (خدا) جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ والی کتاب اتاری تاکہ وہ تمام دنیا کو ہشیار کرنے والا ہو، وہ (خدا) کہ اسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی''۔

آپؐ تمام دنیا کے لئے نذیر ہوکر آئے، جہاں تک خدا تعالیٰ کی سلطنت ہے وہاں تک آپؐ کی پیغامبری کی وسعت ہے، سورۂ اعراف میں ہے: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''کہہ دے اے لوگو! میں تم سب کی طرف (اس) اللہ کا رسول ہوں، جس کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے''۔

دیکھو اس میں بھی پیغامِ محمدیؐ کی وسعت ساری کائنات تک بتائی گئی ہے، اس سے زیادہ یہ کہ جہاں تک اس پیغام کی آواز پہنچ سکے، سب اس کے دائرہ میں ہے: وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ''اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس سے میں تم کو ہشیار کروں اور جس تک یہ پہنچے اس کو (ہشیار کروں)''۔

اور بالآخر

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ﴿سبا: ۲۸﴾ ''اور ہم نے نہیں بھیجا تم کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لیکن تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ہشیار کرنے والا (بنا کر)''۔

ان حوالوں سے یہ امر پوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ سارے مذہبوں میں صرف اسلام نے اپنے

دائمی اور آخری اور کامل اور عالمگیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے تمام انبیاء صرف اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے اور میں تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا ہوں''۔ یہ ہمارے دعوے کا مزید ثبوت ہے اور تاریخ کی عملی شہادت ہماری تائید میں ہے۔ الغرض کہنا یہ ہے کہ پیغامِ محمدی بھی اسی طرح کامل، دائمی اور عالمگیر ہے جس طرح اس پیغام کے لانے والے کی سیرت اور اس کا عملی نمونہ کامل، دائمی اور عالمگیر ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کامل و دائمی اور عالمگیر پیغمبر کا آخری، دائمی اور عالمگیر پیغام کیا ہے؟ جس نے تمام مذاہب کی تکمیل کی اور ہمیشہ کے لئے خدا کے دین کو مکمل اور خدا تعالیٰ کی نعمت کو تمام کر دیا۔

ہر مذہب کے دو جز ہیں۔ ایک کا تعلق انسان کے دل سے اور دوسرے کا انسان کے باقی جسم اور مال و دولت سے ہے، پہلے کو ایمان اور دوسرے کو عمل کہتے ہیں۔ عمل کے تین حصے ہیں۔ ایک خدا سے متعلق ہے جس کو ''**عبادات**'' کہتے ہیں۔ دوسرا انسان کے باہمی کاروبار سے متعلق ہے، جس کو ''**معاملات**'' کہتے ہیں اور جن کا بڑا حصہ قانون ہے۔ تیسرا انسان کے باہمی تعلقات اور ربط کی بجا آوری سے ہے اس کو ''**اخلاق**'' کہتے ہیں۔ غرض اعتقاداتؔ، عباداتؔ، معاملاتؔ، اور اخلاقؔ و مذہب کے بھی چار جز ہیں اور یہ چاروں جز پیغامِ محمدیؐ کے ذریعہ سے تکمیل کو پہنچے ہیں۔

موجودہ توراتؔ اور انجیل میں عقائد کا حصہ بالکل ناصاف اور غیر واضح ہے۔ اس میں خدا کے وجود اور توحید کا بیان ہے لیکن دلیلوں اور ثبوتوں سے معرا، خدا کی صفات جو اصل میں روحِ انسانی کی بالیدگی کا ذریعہ ہیں اور جن کے ذریعہ سے خدا کی معرفت اور محبت ہوسکتی ہے نہ تو توراؔت میں ہیں اور نہ انجیلؔ میں۔ توحید کے بعد رسالت ہے۔ رسالت اور نبوت کی حقیقت، وحی الہام، مکالمہ کی تشریح، انبیاء کرام کی حیثیت، انسانی انبیاء کا ہر قوم میں ہونا، انبیاء کے فرائض، انبیاء کو کس حیثیت سے تسلیم کرنا چاہئے۔ انبیاء کی معصومیت، ان تمام مسائل سے پیغامِ محمدی سے پہلے کے تمام پیغامات خالی ہیں۔ جزا و سزا، دوزخ و جنت، حشر و نشر، قیامت وحیات آخرت۔ تورات میں ان کے نہایت دھندلے سے نشانات ہیں۔ انجیلؔ میں ایک یہودی کے جواب میں ان اہم امور کے متعلق ایک دو فقرے ملتے ہیں۔ ایک دو فقرے جنت و دوزخ کے متعلق بھی ہیں، اور بس! لیکن پیغامِ محمدی میں ہر چیز صاف اور مفصل موجود ہے۔

فرشتوں کا تخیل توراۃ میں بھی ہے مگر بالکل ناصاف، کبھی کبھی خدائے واحد اور فرشتوں میں یہ تمیز مشکل ہو جاتی ہے کہ توراۃ میں خدا کا ذکر ہو رہا ہے یا فرشتوں کا؟ انجیل میں ایک دو فرشتوں کے نام آتے ہیں، وہاں روح القدس کی حقیقت اس قدر مشتبہ ہے کہ نہ اس کو فرشتہ کہہ سکتے ہیں نہ خدا! یا یوں کہو کہ اسکو فرشتہ بھی کہہ سکتے ہیں اور خدا بھی لیکن پیغام محمدیؐ میں ملائکہ اور فرشتوں کی حقیقت بالکل واضح ہے۔ اس میں ان کی حیثیت مقرر کر دی گئی ہے۔ ان کے کام بتا دئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے پیغمبروں سے اور کائنات سے ان کا تعلق کھول کر بتا دیا گیا ہے۔

یہ وہ تکمیل ہے جو عقائد اور ایمانیات میں پیغام محمدیؐ نے کی ہے۔ اب آیئے عملیات کا امتحان لیں، عملیات کا پہلا حصہ عبادات ہے۔ توراۃ میں قربانی کی طویل بحث اور اس کے شرائط و آداب کی بڑی تشریح ہے روزوں کا بھی ذکر آیا ہے دعائیں بھی کی گئی ہیں، بیت ایل یا بیت اللہ کا نام بھی آتا ہے۔ لیکن یہ تمام چیزیں اس قدر دھندلی ہیں کہ ان پر لوگوں کی نظر بھی نہیں پڑتی اور وہ ان کے انکار کی طرف مائل ہیں۔ پھر نہ تو عبادات کی تقسیم ہے اور نہ ان کے طریقے اور آداب ہی بتائے گئے ہیں، نہ ان کے اوقات کی صاف صاف تعیین کی گئی ہے اور نہ خدا کی یاد اور دعاؤں کی باقاعدہ تعلیم دی گئی ہے، نہ کوئی دعا بندہ کو سکھائی گئی ہے۔

زبور میں خدا کی دعائیں اور مناجاتیں بکثرت ہیں مگر عبادات کے طریقے، آداب، اوقات، اور دیگر شرائط کا پتہ نہیں، انجیل میں عبادات کا بہت کم بلکہ بالکل ذکر نہیں ہے ایک جگہ حضرت عیسیٰؑ کے چالیس دن کے فاقہ کا ذکر ہے، اس کو روزہ کہہ لو۔ یہودیوں کا یہ اعتراض بھی انجیل ہی میں ہے کہ ”کیوں تیرے شاگرد روزے نہیں رکھتے“ سولی والی رات میں دعا کرنے کا ذکر ہے اور وہی ایک دعا بھی سکھائی گئی ہے مگر اور عبادات کا وہاں نشان نہیں، لیکن اسلام کے پیغام میں ہر چیز صاف اور مفصل ہے، نماز، روزہ، حج، ان کے آداب اور شرائط، عبادات کے طریقے، خدا کے ذکر اور یاد کی دعائیں اور مؤثر دعائیں، نماز کے اوقات، روزے کے اوقات، حج کے اوقات، ہر ایک احکام کے اور خدا کے حضور میں بندوں کی عجز و زاری، دعا و مناجات، گناہوں کا اقرار و توبہ و ندامت اور عبد و معبود کے باہمی راز و نیاز کی وہ تعلیمیں دی گئی ہیں جو روح کی غذا ہیں، جو دلوں کی گرہیں کھولتی ہیں، جو انسان کو خدا تک پہونچا دیتی ہیں جو مذہب کی روح کو مجسم کر دیتی ہیں۔

عمل کا دوسرا حصہ معاملات یا مملکت و معاشرت کے قوانین کا ہے یہ حصہ حضرت موسیٰؑ کے پیغام میں بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور پیغام محمدیؐ نے ان کو بڑی حد تک قائم رکھا ہے۔لیکن ان قوانین کی سختی کم کردی ہے اور ایک قومی قانون کے تنگ دائرے سے نکل کر اس کو عالمگیر قانون کی حیثیت دے دی ہے اور اس حیثیت سے جن تکمیلی اجزاء کی ضرورت تھی ان کا اضافہ کیا ہے۔زبورؔ اور انجیلؔ اس شریعت اور قانون سے بالکل خالی ہیں، طلاق وغیرہ کے متعلق ایک دو احکام انجیلؔ میں البتہ ہیں۔باقی صفر۔مگر عالمگیر اور دائمی مذہب کی ضرورتوں کی کفالت کے لئے مملکت اور معاشرت کے قوانین کی حاجت تھی۔اور چونکہ پیغامِ عیسوی ان سے خالی تھا اس لئے دیکھو کہ عیسائی قوموں کو یہ چیزیں بت پرست یونانی اور رومی قوموں سے قرض لینی پڑیں ۔پیغامِ محمدیؐ نے ان میں سے ہر ایک حصہ کو پوری نکتہ سنجی اور باریک بینی کے ساتھ تکمیل کو پہونچایا اور ایسے اصول اور قواعد کلیہ بتائے جن سے وقتاً فوقتاً ائمہ مجتہدین اور علماء نئی نئی ضرورتوں کے لئے مسائل نکال نکال کر پیش کرتے ہیں۔کم از کم ایک ہزار برس تک اسلام نے دنیا میں جو شہنشاہی کی اور سیکڑوں متمدن اور مہذب سلطنتیں قائم کیں ان سب کا اسی قانون پر عمل درآمد رہا اور اب بھی اس سے بہتر قانون دنیا پیش نہیں کرسکتی۔

عمل کا تیسرا حصہ اخلاق ہے۔توراۃ میں اخلاق کے متعلق چند احکام پائے جاتے ہیں، ان میں سات اصولی احکام ہیں، جن میں سے والدین کی فرمانبرداری کی ایک ایجابی تعلیم کے سوا باقی چھ محض سلبی تعلیمیں ہیں، تو خون مت کر، تو چوری نہ کر، تو زنا نہ کر، تو اپنے ہمسایہ پر جھوٹی گواہی نہ دے، تو اپنے ہمسائے کی جورو کو مت چاہ، تو اپنے ہمسایہ کے مال کا لالچ نہ کر، ان میں سے چھٹا حکم چوتھے میں اور ساتواں تیسرے میں داخل ہے اس لئے چار ہی اخلاقی احکام رہ گئے۔

انجیلؔ میں بھی ان ہی احکام کو دہرایا گیا ہے اور مجملاً دوسروں کے ساتھ محبت کرنے کی بھی تعلیم دی گئی ہے جس کو توراؔت کے احکام پر ایک اضافہ کہہ لیجئے۔لیکن پیغام محمدی نے اس قطرے کو دریا کردیا ہے۔سب سے پہلے اس نے اپنے بارہ اصولی احکام متعین کئے جو معراج میں ربانی بارگاہ سے عطا ہوئے تھے اور سورہ اسراء میں مذکور ہیں۔ان بارہ میں سے گیارہ انسانی اخلاق اور توحید کے متعلق ہے۔گیارہ میں سے پانچ سلبی ہیں اور پانچ ایجابی اور ایک سلبی اور ایجابی کا مجموعہ۔

ماں باپ کی عزت اور فرمانبرداری، جن کا تجھ پر حق ہے ان کا حق ادا کر، یتیم سے اچھا برتاؤ کر، ناپ تول، ترازو اور پیمانہ ٹھیک رکھ، اپنا وعدہ پورا کر، کہ تجھ سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی۔ یہ پانچ ایجابی باتیں ہیں۔ تو اپنی اولاد کو قتل نہ کر، تو ناحق کسی کی جان نہ لے، زنا کے قریب نہ جا، انجان بات کے پیچھے نہ چل، زمین پر غرور نہ کر یہ پانچ سلبی باتیں ہیں اور ایک حکم سلبی اور ایجابی کا مجموعہ۔ فضول خرچی نہ کر، بلکہ اعتدال اور بیچ کی راہ اختیار کر، انہی اصولی احکام کے مقابلہ سے واضح ہوا ہوگا کہ پیغام محمدی کیونکر تکمیلی پیغام ہو کر آیا ہے۔ اس نے نہ صرف ان اصولی احکام کو بتایا اور مکمل کیا ہے، بلکہ اخلاق کی ایک ایک گرہ کو کھولا، انسان کی ایک ایک قوت کا مصرف بتایا ہے، اس کی ایک ایک کمزوری کو ظاہر کیا، روح کی ایک ایک بیماری کی تشخیص کی اور اس کا علاج بتایا ہے۔

یہ ''عمل'' کی وہ تکمیل تھی جو پیغام محمدی کے ذریعہ سے انجام پائی۔

اسلامی تعلیمات کے وسیع دفتر کو اگر ہم دو مختصر لفظوں میں ادا کرنا چاہیں تو ہم ان کو ''ایمان'' اور ''عمل صالح'' کے دو لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایمان اور عمل یہی دو چیزیں ہیں جو ہر قسم کے محمدی پیغام پر حاوی ہیں اور قرآن پاک میں انہی دونوں پر انسانی نجات کا مدار ہے۔ یعنی یہ کہ ہمارا ایمان پاک اور مستحکم ہو اور عمل نیک اور صالح ہو الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت قرآن پاک میں بیسوں جگہ آیا ہے اور ہر جگہ صاف کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ فلاح اور کامیابی صرف ایمان اور عمل صالح پر موقوف ہے۔ میں چاہتا تھا کہ ان دونوں اصولی مسئلوں کو پوری تشریح کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دوں، مگر افسوس کہ یہ موقع نہیں ہے کہ یہاں ان کی پوری تفصیل پیش کی جاسکے۔ اس لئے اس وقت پیغام محمدی کا صرف وہ حصہ پیش کیا جاتا ہے جس نے ایمان وعمل کے متعلق تمام دنیا کی غلطیوں کی اصلاح اور دینِ ناقص کو تکمیل کے درجے تک پہونچایا اور ان اصولی اور بنیادی غلطیوں کو دور کیا جن کی بناء پر انسانیت حد درجہ پستی اور گمراہی میں تھی اور وہ غلطیاں ہر قسم کی گمراہیوں کی بنیاد اور جڑ تھیں۔

۱۔ ان بنیادی مسئلوں میں سے سب سے پہلا مسئلہ جو پیغام محمدی کے ذریعہ سے سامنے آیا وہ کائنات اور مخلوقات الٰہی میں انسانیت کا درجہ ہے اور یہی توحید کی جڑ ہے۔ اسلام سے پہلے انسان اکثر مخلوقاتِ الٰہی سے اپنے کو کم درجہ اور کم رتبہ سمجھتا تھا۔ وہ سخت پتھر، اونچے پہاڑ، بہتے دریا، سرسبز درخت، برستے پانی، دہکتی

آگ، ڈراؤنے جنگل، زہریلے سانپ، ڈکارتے شیر، دودھ دیتی گائے، چمکتے سورج، درخشاں تاروں، کالی راتوں، بھیانک صورتوں۔غرض دنیا کی ہر اس چیز کو جس سے وہ ڈرتا تھا یا جس کے نفع کا خواہش مند تھا، پوجتا تھا اور اس کے آگے اپنی عبودیت کا سر جھکاتا تھا۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دنیا کو یہ پیغام دیا کہ لوگو! یہ تمام چیزیں تمہارے آقا نہیں، بلکہ تم ان کے آقا ہو وہ تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں، تم ان کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، وہ تمہارے آگے جھکی ہیں، تم کیوں ان کے آگے جھکتے ہوا ے لوگو! تم اس ساری کائنات میں خدا کے خلیفہ اور نائب ہو اس لئے یہ ساری مخلوقات اور کائنات تمہارے زیر فرمان کی گئی ہیں، تم اس کے زیر فرمان نہیں کئے گئے۔ وہ تمہارے لئے ہے تم اس کے لئے نہیں ہو۔اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ -۳۰) وهو الذی جعلکم خلئف فی الارض (انعام -۲۰) (یاد کرو) جب تیرے خدا نے فرشتوں سے کہا تھا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں'' اور اسی (خدا) نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا ہے''۔

اسی نیابت اور خلافت نے آدمؑ اور اولادِ آدم کو سب مخلوقات میں عزت اور بزرگی بخشی ۔ولقد کرمنا بنی آدم اور ہم نے بہ تحقیق اور بلا شک وشبہ آدم کی اولاد کو بزرگ بنایا۔اب کیا یہ بزرگ ہو کر اپنے سے پست تر اور حقیر تر کے آگے سر جھکائے۔

اسلام نے انسان کو یہ سمجھایا کہ یہ ساری دنیا تمہارے لئے بنائی گئی ہے

الم تر ان اللہ سخر لکم مَّا فِي الْاَرْضِ ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے جو کچھ زمین میں ہے وہ سب تمہارے بس میں دے دیا ہے'' هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (بقرہ-۳)۔

جانور تمہارے لئے پیدا ہوئے ہیں

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ ''اور جانوروں کو پیدا کیا تمہارے لئے ،ان کے اون میں گرمی اور دوسرے فائدے ہیں''۔

بارش اور اس سے اگنے والی سبزیاں اور درخت تمہارے لئے ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ ''اسی (خدا) نے آسمان

سے تمہارے لئے پانی اتارا اس میں سے کچھ تم پیتے ہو اور کچھ سے درخت اگتے ہیں جس میں جانور چراتے ہو، وہی خدا تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور چھوہارے اور انگور ہر قسم کے پھل لگاتا ہے"۔

رات، دن چاند، سورج اور تارے سب تمہارے لئے ہیں

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ "اور اس نے رات، دن اور چاند سورج کو تمہارے لئے کام میں لگایا اور ستارے اس کے حکم سے کام میں لگے ہیں"۔

دریا اور اسکی روانی بھی تمہارے لئے ہے

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾ "اور وہی خدا ہے جس نے دریا کو کام میں لگایا ہے تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے آرائش کے موتی پہننے کو نکالو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں سمندر کو پھاڑتی ہیں اور تاکہ تم خدا کی مہربانی کو ڈھونڈو اور شاید کہ تم اس کا شکر کرو"۔

اس معنی کی بہت سی اور آیتیں قرآن پاک میں ہیں، عارف شیرازی نے اسی مطلب کو اس شعر میں ادا کیا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار ند   تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ان آیتوں کے ذریعہ سے پیغام محمدی نے یہ واضح کر دیا کہ انسان کائنات کا سرتاج ہے، وہ خلافت الٰہی سے ممتاز ہے، وہ خلق کائنات کا مقصود ہے اور لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اس کا طغرا ہے، غور کرو کہ اس حقیقت کے فاش ہونے کے بعد انسان کے لئے کائنات کے کسی مظہر یا مخلوق کے آگے سر جھکانا جائز ہے؟ اور اس کے آگے خاک پر پیشانی رکھنا مناسب ہے۔

نادان انسانوں نے خود ایک دوسرے کو بھی خدا بنایا تھا، چاہے اوتار بن کر آئے ہوں یا تخت جبروت پر قدم رکھ کر فرعون و نمرود شہنشاہ بنے ہوں، تقدس کا لبادہ اوڑھ کر قسیس و راہب کہلائے ہوں یا پوپ اور عالم درویش بن کر اپنے کو معبود منوانا چاہا ہو، یہ بھی انسانیت کی تحقیر تھی، پیغام محمدی نے اس کو جڑ سے کاٹ دیا۔

ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباب من دون اللہ "اور نہ بنائے ہم میں سے ایک دوسرے کو اپنا رب خدا کو چھوڑ کر"۔ یہاں تک کہ نبیوں کو بھی روا نہیں کہ وہ یہ کہیں، **کونوا عبادالی من دون اللہ**۔۔۔۔۔۔۔خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ"

آنکھوں سے پوشیدہ ہستیوں میں فرشتے اور آنکھوں کے سامنے کی ہستیوں میں انبیاء سب سے بلند ہیں مگر وہ بھی انسان کے معبود نہیں ہو سکتے۔

ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین ارباباً ''اور وہ ''خدا'' یہ حکم نہیں دیتا کہ نبیوں اور فرشتوں کو رب بناؤ''۔

الغرض انسانیت کا درجہ پیغامِ محمدی کے ذریعہ سے اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اس کی پیشانی سوائے ایک خدا کے کسی کے سامنے نہیں جھک سکتی اور اس کے ہاتھ اس ایک کے سوا اور کے آگے نہیں پھیل سکتے جس سے وہ لینا چاہے اس کو کوئی دے نہیں سکتا اور جس کو وہ دینا چاہے اس سے کوئی لے نہیں سکتا۔

وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ ''اور وہی آسمان میں خدا ہے اور وہی زمین میں خدا ہے''۔

الا لہ الخلق والامر ''ہاں اُسی کے لئے ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ''ان الحکم الا اللہ ''حکومت صرف خدا کی ہے لم یکن لہ شریک فی الملك ''اس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں''۔

اس پیغام محمدی کو سامنے رکھ کر ذرا توحید کے مسئلہ کو سمجھو تو معلوم ہوگا کہ علاوہ اسکے کہ اس نے انسانیت کے درجہ کو کہاں تک بلند کیا، توحید کی حقیقت کو بھی کس طرح کھول دیا ہے، یہاں ''خدا'' کے ساتھ کوئی ''قیصر'' نہیں ہے جو کچھ ہے اسی خدا کا ہے قیصر کا کچھ نہیں۔ اسی کی حکومت ہے، اسی کی سلطنت اور اسی کی فرمانروائی ہے، اسی کا ایک حکم ہے جو فرش سے عرش تک اور زمین سے آسمان تک جاری ہے۔

عزیزو! اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ ایک انسان اس نشۂ خلافت سے سرمست ہو کر کیا کسی غیر خدا کے آگے جھک سکتا ہے؟ اندھیرا ہو یا روشنی، ہوا ہو یا پانی، بادشاہ ہو یا دشمن، جنگل ہو یا پہاڑ، خشکی ہو یا تری، کیا کبھی ایک صحیح مسلمان کا دل خدا کے علاوہ کسی سے ڈر سکتا ہے؟ اور کسی ہستی کی پرواہ کر سکتا ہے؟ ذرا اس روحانی تعلیم کی اخلاقی قوت کو دیکھو اور پیغامِ محمدی کی اس بلندی پر غور کرو۔

۲۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دوسرا اصولی اور بنیادی پیغام یہ ہے کہ انسان اصل خلقت میں پاک اور بے گناہ اور اس کی فطرت کی لوح بالکل سادہ اور بے نفس ہے وہ خود انسان ہی ہے، جو اپنے اچھے برے عمل سے فرشتہ یا شیطان، یعنی بے گناہ یا گنہگار بن جاتا ہے اور اپنی فطرت کے سادہ دفتر کو سیاہ یا روشن کر لیتا ہے، یہ سب سے بڑی خوش خبری اور بشارت ہے جو بنی نوع انسان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ ملی، چین

، برما اور ہندوستان کے تمام مذاہب آواگون اور تناسخ کے چکر میں مبتلا ہیں۔ یونان کے بعض بے وقوف بھی اس خیال سے متفق ہیں۔ مگر اس وہم نے انسانیت کو بے کار کر دیا اور اس کی پیٹھ پر بڑا بھاری پتھر رکھ دیا ہے۔ اس کے ہر عمل کو دوسرے عمل کا نتیجہ بتا کر اس کو مجبور کر دیا ہے اور اس کی ہر زندگی کو دوسری زندگی کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اس عقیدہ کے مطابق کسی انسان کا دوبارہ پیدا ہونا ہی اس کی گنہگاری کی دلیل ہے۔ عیسائی مذہب نے بھی انسانیت کے اس بوجھ کو کم نہیں کیا بلکہ اور بڑھا دیا ہے عیسائی مذہب نے یہ عقیدہ تسلیم کیا ہے کہ ہر انسان اپنے باپ آدم کی گنہگاری کے سبب سے موروثی طور پر گنہگار ہے خواہ اس نے ذاتی طور پر کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ اس لئے انسانوں کی بخشش کے لئے ایک غیر انسان کی ضرورت ہے جو موروثی گنہگار نہ ہوتا کہ وہ اپنی جان دے کر بنی نوع انسان کے لئے کفارہ ہو جائے۔

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر غمزدہ انسانوں کو یہ خوش خبری سنائی کہ تم کو بشارت ہو کہ تم نہ اپنی پہلی زندگی اور کرم کے ہاتھوں مجبور اور ناچار ہو اور نہ اپنے باپ آدم کے گناہ کے باعث فطری گنہگار ہو بلکہ تم فطرتاً پاک وصاف اور بے عیب ہو۔ اب تم خود اپنے عمل سے خواہ اپنی پاکی اور صفائی کو برقرار رکھو یا نجس و ناپاک بن جاؤ۔ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ⑤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ ”قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر (مکہ) کی (کہ) البتہ ہم نے انسان کو بہترین اعتدال پر پیدا کیا، پھر اس کو ہم نیچے سے نیچے پہونچا دیتے ہیں، لیکن وہ جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کئے“۔

انسانوں کو پیغام محمدی کی یہ بشارت ہے کہ انسان بہترین حالت، بہترین اعتدال اور راستی پر پیدا کیا گیا ہے، لیکن وہ اپنے عمل کی بنا پر نیک و بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ⑦ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ⑧ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ⑩ ”قسم ہے نفس کی اور اس کے ٹھیک بنائے جانے کی، پھر ہم نے سمجھ دے دی اس کو نیکی اور بدی کی، تو کامیاب ہے وہ جس نے اس (نفس) کو پاک رکھا اور ناپاک ہوا وہ جس نے اس کو میلا کر دیا“۔

انسانیت کی فطری پاکی کے لئے اس سے زیادہ صاف پیغام اور کیا چاہئے۔ سورہ دہر میں پھر آتا ہے:۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③ ”ہم نے انسان کو ایک بوند کے لچھے سے پیدا کیا ہم پلٹتے رہے اس

کو پھر کردیا ہم نے اس کو سنتا دیکھتا (انسان) ہم نے اس کو سجھادی راہ، اب وہ یا حق مانتا ہے یا ناشکرا ہے''۔ سورہ انفطار میں ہے:۔ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۝۶ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ ''اے انسان! کاہے سے دھوکے میں پڑا تو اپنے بخشش والے رب کے متعلق جس نے تجھ کو پیدا کیا پھر تجھ کو ٹھیک کیا، پھر تجھ کو برابر کیا، جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا''۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الہامی زبان میں دین اور فطرت ایک ہی معنی کے دو لفظ ہیں۔ اصل فطرت دین ہے اور گناہ گاری انسان کی ایک بیماری ہے جو باہر سے آتی ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے:۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ ''سوتو باطل سے ہٹ کر اپنے آپ کو دین پر سیدھا قائم رکھ، وہی اللہ کی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو بنایا ہے، خدا کے بنائے میں بدلنا نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''۔

پیغمبر اسلامؐ نے اپنے پیغام میں اس آیت پاک کا مطلب پورے طور پر واضح کردیا ہے، بخاری تفسیر سورہ روم میں ہے کہ آپ نے فرمایا ما من مولو دیو لد الا علی الفطرۃ، کوئی بچہ ایسا نہیں جو فطرت پر پیدا نہیں ہوتا، لیکن ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنادیتے ہیں۔ جس طرح ہر جانور اصل میں صحیح وسالم بچہ پیدا کرتا ہے۔ کیا تم نے دیکھا کہ کیا کوئی کان کٹا بچہ بھی پیدا کرتا ہے؟ یہ کہہ کر پھر آپ نے اوپر کی آیت پڑھی۔

غور کرو! اس پیغام محمدیؐ نے بنی نوع انسان کو اپنی زندگی کے عمل میں کس طرح آزاد بنادیا ہے۔

۳۔ ظہور محمدیؐ سے پہلے دنیا کی یہ کل آبادی مختلف گھرانوں میں بٹی ہوئی تھی اور لوگ ایک دوسرے سے نا آشنا تھے۔ ہندوستان کے رشیوں اور منیوں نے آریہ ورت سے باہر خدا کی آواز کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی تھی۔ ان کے نزدیک پرمیشور صرف پاک آریہ ورت کے باشندوں کی بھلائی چاہتا تھا۔ خدا کی رہنمائی کا عطیہ صرف اسی ملک اور یہیں کے بعض خاندانوں کے لئے محفوظ تھا۔ زرتشتؔ خاکِ پاک ایران کی پاک نژاد کے سوا اور کہیں خدا تعالیٰ کی آواز نہیں سنتا تھا۔ بنی اسرائیل اپنے خاندان سے باہر کسی نبی اور رسول کی بعثت اور ظہور کا حق نہیں سمجھتے تھے۔ یہ پیغامِ محمدیؐ ہے جس نے پورب، پچھّم، اتر، دکھن ہر طرف خدا کی آواز سنی اور بتایا کہ خدا کی رہنمائی کے لئے ملک قوم اور زبان کی تخصیص نہیں، اس کی نگاہ میں فلسطین، ایران، ہندوستان اور عرب سب برابر ہیں۔ ہر جگہ اس کے پیغام کی بانسری بجی اور ہر طرف اس کی رہنمائی کا

نور چمکا۔ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ ''اور نہیں ہے کوئی کہ گذر چکا اس میں ایک ہوشیار کرنے والا'' وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ (رعد) ''اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے''۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ (روم) ''اور ہم نے تجھ سے پہلے کتنے رسول ان کی اپنی اپنی قوم کے پاس بھیجے''۔

ایک یہودی اپنی قوم سے باہر کسی پیغمبر کو تسلیم نہیں کرتا، ایک عیسائی کے لئے بنی اسرائیل کے یا دوسرے ملکوں کے رہنماؤں کو تسلیم کرنا ضروری نہیں اور ایسا کرنے سے اس کے سچے عیسائی ہونے میں کچھ فرق نہیں آتا۔ ہندو دھرم کے لوگ آریہ ورت کے باہر خدا کی کسی آواز کے قائل نہیں۔ ایران کے زردشتی کو اپنے یہاں کے سوا دنیا ہر جگہ اندھیری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیغام ہے کہ ساری دنیا ایک ہی خدا کی مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں ساری قومیں اور نسلیں برابر کی شریک ہیں۔ ایران ہو یا ہندوستان، چین ہو یا یونان، عرب ہو یا شام، ہر جگہ خدا کا نور یکساں چمکا۔ جہاں جہاں بھی انسانوں کی آبادی تھی خدا نے اپنے قاصد بھیجے اپنے رہنما اتارے اور ان کے ذریعہ اپنے احکام سے سب کو مطلع فرمایا۔

اسلام کی اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک دنیا کے تمام پیغمبروں پر، پہلی آسمانی کتابوں پر اور گذشتہ ربانی الہاموں پر یقین نہ رکھے، جن جن پیغمبروں کے قرآن میں نام ہیں ان کو نام بنام اور جن کے نام نہیں معلوم، یعنی قرآن نے نہیں بتائے ہیں وہ کہیں بھی گذرے ہوں اور ان کے جو نام بھی ہوں ان سب کو سچا اور راست باز ماننا ضروری ہے۔

مسلمان کون ہیں؟

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ''جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو اے محمد تم پر اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا''۔ پھر سورۂ بقرہ کے بیچ میں فرمایا: وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ''لیکن نیکی اس کی ہے جو خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور تمام نبیوں پر ایمان لایا''۔ اس سورت کے آخر میں ہے کہ پیغمبر اور اس کے پیرو: كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ''سب ایمان لائے خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ہم اس کے رسولوں میں باہم فرق نہیں کرتے''۔

یعنی یہ نہیں کرسکتے کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض پر نہیں۔ تمام مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے: ۔يَا أَيُّهَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ''اے ایمان لا چکنے والو! ایمان لاؤ خدا پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری گئی۔

عزیزو! دنیا کی اس روحانی مساوات، انسانی اخوت و برادری اور تمام سچے مذہبوں رہنماؤں اور پیغمبروں کے اس حقیقی ادب و تعظیم اور ان کی یکساں صداقت کا سبق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کس نے دیا ہے؟ اب بتاؤ کہ پیغمبر اسلام کی رحمت عام ہمدردی اور رواداری کا دائرہ کتنا وسیع ہے کہ اس سے انسانوں کی کوئی بستی اور بنی آدم کا کوئی گھرانہ خالی نہیں ہے۔

۴۔ تمام مذہبوں نے عبد معبود اور خدا و بندے کے درمیان واسطے قائم رکھے تھے۔ قدیم بت خانوں میں کاہن اور پجاری تھے۔ یہودیوں نے بنی لادی اور ان کی نسل کو خدا اور بندے کے درمیان عبادتوں اور قربانیوں میں واسطہ بنایا تھا۔ عیسایوں نے بعض حواریوں اور ان کے جانشین پوپوں کو یہ رتبہ دیا کہ وہ جو زمین پر باندھیں گے وہ آسمانوں پر باندھا جائے گا اور جو زمین پر کھولیں گے وہ آسمان پر کھولا جائے گا۔ ان کو تمام انسانوں کے گناہ معاف کرنے کا اختیار دیا گیا، ان کے بغیر کوئی عبادت نہیں ہوسکتی۔ ہندوؤں میں برہمن خاص خدا کے داہنے ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں، خدا اور بندے کے درمیان وہی واسطہ ہیں ان کی وساطت کے بغیر کوئی ہندو عبادت نہیں ہوسکتی۔ مگر اسلام میں پجاریوں، کاہنوں پوپوں اور پادریوں کی کوئی جماعت نہیں ہے۔ یہاں گناہوں کی معافی کا حق صرف اللہ کو ہے۔ عبد و معبود اور خدا بندے کی عبادت اور راز و نیاز میں کسی غیر کو دخل نہیں، ہر شخص جو مسلمان ہے، نماز کا امام ہوسکتا ہے، قربانی کرسکتا ہے مذہب کے تمام مراسم بجالاسکتا ہے، یہاں انسانوں کو **ادعونی استجب لکم** ''اے لوگو! (بلا واسطہ) مجھے پکارو میں تم کو جواب دوں گا'' کی صدائے عام ہے۔ ہر شخص اپنے خدا سے باتیں کرسکتا ہے، اپنی دعاؤں میں اسے پکار سکتا ہے، اس کے آگے جھک سکتا ہے اور دل کی عقیدت کے نذرانے بلا واسطہ پیش کرسکتا ہے، یہاں عبد اور معبود اور خدا و بندہ کے درمیان کوئی متوسط اور دخیل نہیں۔ یہ سب سے بڑی آزادی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کو عطا ہوئی، یعنی یہ کہ خدا کے معاملہ میں انسانوں کی غلامی سے نجات ملی، ہر انسان اپنا آپ کاہن، پریسٹ، پوپ اور برہمن ہے۔

۵۔ انسانوں کی تعلیم و ہدایت کے لئے جو مقدس ہستیاں وقتاً فوقتاً آتی رہیں ان کے متعلق ابتداء اسے

قوموں میں حد درجہ عقیدت مندی کی افراط تفریط رہی ہے۔افراط یہ رہی کہ نادانوں نے ان کو خدا یا خدا کا مثل یا خدا کا روپ اور مظہر ٹھہرایا۔بابل،سیریا اور مصر کے ہیکلوں میں کاہنوں کی شان مثیل خدا کی نظر آتی ہے۔ہندوؤں میں وہ اوتار کے رنگ میں مانے جاتے ہیں،بودھوں اور چینیوں نے اپنے اپنے بودھوں اور مہابیروں کو خود خدا تسلیم کرلیا۔عیسائیوں نے اپنے پیغمبر کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔دوسری طرف تفریط یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے نزدیک ہر وہ شخص جو پیشن گوئی کرسکتا تھا نبی اور پیغمبر تھا۔ایک نبی کی نبوت کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ پیشن گوئی کرتا ہے خواہ وہ گنہگار ہو،اخلاقی حیثیت سے قابل اعتراض ہو،خدا کی نگاہ میں اس کا کیسا ہی درجہ ہو،اس کا نیک اور معصوم ہونا بھی ضروری نہ تھا اس لئے بنی اسرائیل کے موجودہ صحیفوں میں بڑے بڑے پیغمبروں کے متعلق ایسی حکایتیں ملتی ہیں جو حد درجہ لغو اور بے ہودہ ہیں۔

اسلام نے منصبِ عظیم کی صحیح حیثیت مقرر کی اور بتایا کہ انبیاء نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے مثل ہیں،وہ بشر ہیں اور خالص بشریت کے جامہ میں ہیں۔تمام انبیاء بشر تھے اور آخری پیغمبر نے خود اپنے متعلق کہا کہ میں بشر ہوں،کفار تعجب سے کہتے تھے" ابشرا رسولا " کیا بشر رسول؟اسلام نے کہا ہاں!۔۔۔" کہہ دے اے پیغمبر!میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں،میں نہیں ہوں لیکن بشر رسول"۔

خدا کے کارخانے کی کوئی چیز بالذات انبیاء کے اختیار میں نہیں۔ان کو بالذات کسی مافوق طاقت بشری کام پر قدرت نہیں،انہیں نے جو کچھ کیا وہ خدا تعالیٰ کے اذن واشارہ سے کیا۔

دوسری طرف بتایا گیا کہ وہ گو انسان اور بشر ہیں،لیکن اپنے کمالات کی حیثیت سے تمام انسانوں سے مافوق ہیں،وہ خدا سے مکالمہ کرتے ہیں،ان پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں تا کہ گنہگاروں کے لئے نمونہ بنیں،ان کے ہاتھوں سے خدا اپنے اذن اور اشارے سے اپنی قدرت کے عجائبات دکھاتا ہے۔وہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے ہیں۔ان کی عزت و تعظیم اور اطاعت سب فرض ہے۔وہ خدا تعالیٰ کے خاص مطیع اور سچے بندے ہیں جن کو خداوند کریم اپنی رسالت اور پیغمبری کے منصب سے سرفراز کرتا ہے۔

یہ ہے اعتدال اور درمیانی راہ جو پیغام محمدی نے انبیاء اور رسولوں کی نسبت قائم کی ہے،جو ہر قسم کی افراط وتفریط سے پاک ہے اور اس مذہب کے مناسب ہے جس نے دنیا میں توحید کی تکمیل کی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی

یہ اسلام نہیں، ظلم و بربریت کی انتہا ہے

[مدیر الفرقان حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی مدظلہٗ ۳۔۴ دن کے لئے لکھنؤ آئے ہوئے تھے، جنوری کا یہ شمارہ انہوں نے یہیں کے قیام میں تیار کیا، رسالہ مکمل ہوکر پریس جانے ہی والا تھا، اسی دوران خطاب جمعہ کے موقع پر ۱۹؍دسمبر ۲۰۱۴ء کو جامع مسجد منشی پلیاء (لکھنؤ) میں انہوں نے حادثۂ پشاور کے سلسلے میں اظہار خیال فرمایا، ہم لوگوں نے محسوس کیا اِس خطاب کو اِسی جنوری کے شمارے کے ذریعہ قارئین الفرقان کی خدمت میں پیش کیا جائے، چنانچہ فوری طور پر قلمبند کیا گیا، مدیر الفرقان واپس جا چکے تھے، اور وقت اتنا نہیں تھا کہ اُن کی ایک نگاہ اِس پر پڑ سکے، ایک مضمون کو نکال کر اُسکی جگہ یہ خطاب رکھا گیا۔ بہرحال بعینہ وہ تقریر یہاں پیش کی جارہی ہے] —— بلال نعمانی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ أما بعد

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَائِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿النحل: ۹۰﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک و سلم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک و سلم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک و سلم

درناک واقعہ

ابھی دوتین دِن پہلے پاکستان کے اندر ایک بہت ہی خوبصورت شہر جسے پھولوں والا شہر City of Flowers کہا جاتا ہے؛ وہاں حیوانیت اور درندگی کا اتنا ننگا ناچ کھیلا گیا، اور اتنا دردناک، افسوسناک اور شرمناک واقعہ وجود میں آیا ہے؛ جس نے ساری دنیا میں ذرا بھی انسانیت رکھنے والے شخص کو انتہائی غمزدہ کر دیا ہے۔اور خاص طور پر اسلام کی بدنامی کا ایسا سامان فراہم کیا ہے؛ کہ شاید برسہا برس اسلام کے خوبصورت اور حسین چہرے سے اس بدنامی کا داغ مٹانا مشکل ہوگا۔

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانیت کے لئے محبت کا سرچشمہ

ایک طرف یہ حقیقت ہے کہ اسلام انسانیت کے نام اللہ کے محبت بھرے پیغام کا نام ہے۔اسلام کا مقصد ہی آخرت کی فلاح کے ساتھ پوری انسانی برادری کی ہر پہلو سے ترقی کی کوشش کرنا ہے اور ہر پہلو سے انسانی برادری کو پُرامن، پرسکون اور ترقی یافتہ زندگی فراہم کرنا ہے۔اسلام کی تکمیل کرنے والے اور قیامت تک کے لئے انسانوں کے نام اسلام کو اُن کے شفیق پروردگار کے محبت بھرے پیغام کے طور پر پہنچانے والے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے نام ہیں؛ لیکن اللہ نے خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو نام آپ کی بعثت کے مقصد کے طور پر بیان فرمائے ہیں؛ وہ ہے رحمۃ للعالمین وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝۱۰۷ (سورۃ الانبیاء) کہ اے محمد ہم نے تم کو ساری مخلوقات کے لئے ایک پیار اور شفقت بنا کر بھیجا ہے، صرف مسلمانوں کے لئے نہیں! صرف انسانوں کے لئے نہیں! بلکہ تمام مخلوقات کے لئے۔

اے مسلمان! حقیتِ اسلام کو پہچان!

اور کاش کہ دنیا یہ سمجھ سکتی اور میں جب یہ کہہ رہا ہوں ''کہ کاش کہ دنیا یہ سمجھ سکتی'' تو میرے اندر سے مجھے کوئی پیغام دے رہا ہے؛ ''کہ یہ مت کہو کہ کاش دنیا یہ سمجھ سکتی!'' یہ کہو کہ ''کاش مسلمان یہ سمجھ سکتے اور کاش کہ دیندار مسلمان جو اپنے کو دیندار سمجھتے ہیں اور جو اسلامی نظام قائم کرنے کا اپنے کو علمبردار سمجھتے ہیں، جو خلافت اسلامیہ قائم کرنے کا اپنے کو علمبردار سمجھتے ہیں؛ کاش کہ پہلے وہ یہ سمجھتے کہ اسلام کی حقیقت ہے کیا؟

آج دنیا ظلم سے بھر گئی ہے!

اس زمانے میں ظلم سب قومیں کر رہی ہیں اور یہ دور ہی ظلم کا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے رسول تھے، اس بات کو ثابت کرنے کے لئے جہاں ہزاروں دلیلیں موجود ہیں؛ وہاں ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتایا تھا کہ ایک دور وہ آئے گا جس دور میں یہ پوری زمین ظلم سے بھر جائے گی، ہر طرف خونریزی ہوگی، خون بہے گا، قتل وغارت گری عام ہوگی، ذرا ذرا سی بات پر جان لے لی جائے گی۔ یہ بات آپ نے اس وقت کہی تھی جب اس ملک میں جس ملک میں آپ یہ بات کہہ رہے تھے مکمل امن وامان قائم ہو چکا تھا، ظلم کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور وہ دور آ چکا تھا؛ کہ ایک اکیلی عورت سونے کے زیورات میں لدی ہزاروں کلومیٹر کا سفر کرتی تھی اور اسے کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوتا تھا۔ ایسا اسلئے تھا کیونکہ جہاں انصاف ہوتا ہے وہاں امن ہوتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں اور ایک ایسے زمانے اور ایسے دور میں جبکہ اتنا امن قائم ہو چکا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے تھے کہ ایک زمانہ آئے گا جب یہ سارا امن ختم ہو جائے گا اور ایک ملک میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں بدترین درجہ کی بدامنی ہوگی اور خون بہے گا، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جائیں گے، جس وقت آپؐ یہ بات کہہ رہے تھے اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پر یقین کرنا آسان نہیں تھا؛ مگر جن لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات کہہ رہے تھے وہ اصحابِ یقین تھے، وہ اہل ایمان تھے، ان کو یقین تھا کہ یہ خدا کا بندہ جو بات کہتا ہے وہ پتھر کی لکیر ہوتی ہے، نبی بننے سے پہلے بھی اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا اور نبی بننے کے بعد تو یہ جو کہتا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہتا، وہ اللہ کے حکم پر اور اس کی بتائی ہوئی خبر کے نتیجہ میں کہتا ہے۔

ظلم جہاں ہو، ظالم جو بھی ہو، وہ قابل مذمت ہے

ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہم اُسی دور میں جی رہے ہیں۔ پوری دنیا میں بدامنی ہے، پوری دنیا میں ظلم ہے، گھر گھر ظلم ہے، مختلف قومیں ظلم کر رہی ہیں اور دنیا میں جہاں کہیں بھی ظلم ہو، جس کسی پر بھی ظلم ہو؛ وہ ظلم عربی بولنے والے کریں، اردو بولنے والے کریں، ہندی بولنے والے کریں، سنسکرت بولنے والے کریں، انگریزی بولنے والے کریں، فرنچ اور جرمن بولنے والے کریں، یا پھر اسرائیل کی زبان عبرانی بولنے والے کریں؛ ہر جگہ کا ظلم سخت ناپسندیدہ اور قابل مذمت ہے۔ وہ ظلم جو مکہ میں ہو اور جو مدینہ میں ہو اور

قرآن کی آیتیں پڑھ کر ہو؛ وہ سب سے زیادہ قابل مذمت ہے۔

مسلمان کی شان مظلوم کی مدد کرنا ہے نہ کہ خود ظلم کرنا

اس موقع پر دنیا کی دوسری قومیں آپس میں ایک دوسرے پر، کمزور انسانوں پر مزدوروں پر، کسانوں پر، آدیواسیوں پر، پچھڑے ہوئے کمزور لوگوں پر، اقلیتوں پر؛ جو ظلم کر رہی ہیں اس موقع پر مجھے ان کا ذکر کرنا اچھا نہیں لگتا۔ سب سے زیادہ جو تکلیف دہ وہ ظلم ہے؛ جو کوئی مسلمان کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان تو دنیا میں آیا ہی ہے انصاف کو قائم کرنے کے لئے اور مظلوم کی مدد کرنے کے لئے۔ اس کا مشن ہی یہ ہے۔ اسلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ چند لوگ نماز پڑھنے والے بن جائیں، چند لوگ مسجدوں کو آباد کرنے والے بن جائیں، کچھ حافظ بن جائیں، کچھ حاجی بن جائیں، کچھ لوگ روزآنہ یا ہفتہ میں ایک دِن کرتا پائجامہ، ٹوپی پہننے والے بن جائیں اور ساری دنیا کو کافر اور جہنمی کہنے والے بن جائیں۔ اسلام کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کا مقصد

قرآن نے بیان کیا ہے اسلام کا مقصد ''لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ '' ﴿الحدید: ۲۵﴾ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہم نے جتنے رسول اور پیغمبر بھیجے، بہت ہی روشن دلیلیں اور کتابیں بھیجیں، احکام بھیجے یہ سب اس لئے بھیجے کہ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ تاکہ دنیا میں لوگ انصاف قائم کریں، انسانوں کو انصاف ملے، انصاف قائم کرنا مقصد ہے۔ آج جمعہ کا دن ہے آپ جمعہ کے خطبوں میں اکثر وبیشتر ایک آیت سنتے ہیں خطبہ دینے والے سے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى ﴿النحل: ۹۰﴾ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے انصاف کا حکم دیتا ہے کہ انصاف کا لفظ سب سے پہلے استعمال کیا گیا۔ اور انصاف کے بارے میں قرآن نے یہ تک کہہ دیا کہ کوئی تم پر اگر ظلم کرے تو اس کے غصہ میں تم ظلم مت کرنا تم انصاف ہی کرنا ''وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى '' ﴿المائدۃ: ۸﴾۔ کوئی تم پر اگر ظلم کرے کسی ملک کی فوج تم پر ظلم کرے، کسی ملک کی حکومت تم پر ظلم کرے، کوئی سیاسی پارٹی تم پر ظلم کرے، کوئی تنظیم تم پر ظلم کرے، کوئی طاقت تم پر ظلم کرے تو اس کے غصہ میں تم ناانصافی مت کرنا ''اِعْدِلُوْا'' تم انصاف کا

دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی اگر ایسا کروگے تب تقوے کے تم قریب ہوگے۔

مثالیں ظلم کی اور بھی بہت ہیں مگر۔۔۔۔۔۔

اس لئے بدقسمتی سے جب ایسے منحوس واقعات دنیا میں ہوتے ہیں اور افسوس یہ کہ اب بکثرت ہو رہے ہیں اور اس تازہ واقعہ نے تو سچی بات یہ ہے کہ ساری حدود کو پار کردیا ہے۔ نہتّے بے گناہ بچے اور بچیاں، نوجوانچے؛ جو قوم کا مستقبل ہوتے ہیں؛ انکے اوپر چند لوگوں نے جس طرح وحشیانہ انداز سے اندھا دھند گولیوں کی بارش کی ہے، اگرچہ یہ دنیا میں اور بھی کئی جگہ ہورہا ہے، ہمارے ملک میں بھی بہت ظلم ہورہا ہے، میں اس موقع پر کسی اور ظلم کا ذکر کرکے اس ظلم کو ہلکا نہیں کرنا چاہتا۔ اور خدانخواستہ کوئی سننے والا یہ نہ سمجھے کہ میں ظلم کا کوئی جواز پیش کررہا ہوں، اور میں ناواقف لوگوں میں سے نہیں ہوں!

ابھی چند مہینے پہلے بمبئی میں ایک مسلم نوجوان پر جو بیچارہ مسجد سے نکلا تھا، وہ ایک تبلیغی جماعت کو چھوڑنے کے لئے گیا تھا، وہاں سے واپس آرہا تھا، جس طرح اس ۱۷۔۱۸ سالہ بھولے بھالے ایک معصوم مسلمان نوجوان کو پولس نے سڑک پر مارا اور بہت بری طرح مارا اور مارتے ہوئے بالکل بغیر کسی وجہ کے اس کو گاڑی میں ٹھوس کر راستے بھر مارتے ہوئے گالیاں بکتے ہوئے پولس اسٹیشن پر لے گئے۔ عجیب قسم کا مقدمہ درج کیا اور پھر اس کو جیل لے گئے، پولس اسٹیشن پر بھی مارا، جیل میں لے جاکر تو ایسا مارا ایسا مارا۔۔۔ کہ اگر آپ اس کی داستان سنیں گے تو آپ کے سینے میں ذرا بھی حساس دل ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ آپ اپنے جذبات کو قابو میں رکھ پائیں گے۔ سر سے پیر تک اس کے پورے جسم کو توڑ کر رکھ دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ جب وہ نوجوان بے چارہ ''اللہ اللہ'' چیختا تھا، تو وہ پولس والے اللہ کو گالیاں بکتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر اللہ کا نام لینا ہے؛ تو پاکستان چلے جاؤ! اور وہاں جو مورتیاں لگی تھیں ان کی طرف اشارہ کرکے کہتے تھے کہ اب یہاں ان کا نام لینا پڑے گا، اللہ کا نام لینے والوں کا اب اس ملک میں رہنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس طرح کی باتیں۔۔

اسلام کے نام پر دہشت گردی ناقابل برداشت جرم

میں اس موقع پر اِس قسم کے واقعات ہرگز نہیں چھیڑنا چاہتا، یہ ظلم ہلکا ہوگیا اُس ظلم کے مقابلے میں جو مسلمانوں نے مسلمانوں پر کیا ہے؛ اور یہ سب شرابی، جواری اور نشہ میں دھت مسلمانوں نے نہیں کیا، بلکہ

ان لوگوں نے کیا ہے جو اپنے آپ کو اس دور میں اسلام کا سب سے بڑا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں، جو اپنے آپ کو دین کا علمبردار سمجھتے ہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ باقی سارے لوگ بے دین ہیں جو ان کے اس وحشیانہ طرز کی مخالفت کرتا ہے؛ چاہے وہ کتنا بڑا عالم اور متقی انسان ہو، چاہے وہ کیسا بھی صاحب خیر تاجر ہو؛ جس سے سیکڑوں بیوائیں پلتی ہوں، وہ بلا تکلف اُسے گولی مار دیتے ہیں۔ پچھلے چند سال میں پاکستان میں پچاسوں علماء مارے گئے ہیں: انہیں کسی یہودی نے نہیں مارا، انہیں کسی ہندو فرقہ پرست شخص نے نہیں مارا اور ان کو امریکہ اور اسرائیل کے کسی فوجی نے نہیں مارا، ان کو مسجدوں اور مدرسوں میں مارا گیا ہے، ان مسلمانوں نے مارا ہے جو اپنے آپ کو بہت بڑا دیندار اور دین کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ ظلم شاید دنیا کا سب سے زیادہ ہولناک ظلم ہے جو اسلام کے نام پر ہو رہا ہے، اقامت دین کے نام پر ہو رہا ہے، اسلامی نظام کے قیام کے نام پر ہو رہا ہے۔

ظلم کا کوئی بھی جواز نہیں ہو سکتا۔

پھر اس کو Justify (جائز قرار دینا) کرنے کے لئے اس مجرمانہ Barbaric حرکت کو درست ثابت کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے: کہ ہمارے علاقوں میں پاکستانی فوج جو بھیانک بمباری کر رہی ہے، اس سے ہمارے بچے مر رہے ہیں۔ ہم نے چاہا کہ ان فوجیوں کو احساس ہو کہ جب کسی کے بچے مرتے ہیں تو اس کے والدین کا کتنا دل دکھتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس Army School پر حملہ کیا ہے — یہ بات یاد رہے کہ وہ School جو پشاور میں ہے وہ Army School ہے اور وہاں جو بچے مارے گئے ہیں یا جو زندہ بچ گئے ہیں، وہاں پڑھتے ہیں ان میں سے اکثر فوجی افسران کے بچے ہیں۔۔۔ اس میں صرف فوجی افسران کے بچے ہوں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے، اُس میں کچھ شہری لوگوں کے بچے بھی پڑھتے ہیں، جیسے ہمارے آپ کے یہاں Army Schools میں صرف Army کے بچے تو نہیں پڑھتے، شہر کے لوگ بھی اپنے بچوں کو وہاں پر اسلئے داخل کراتے ہیں کہ وہاں کا Educational Standard (تعلیمی معیار) اچھا ہوتا ہے Discipline (نظم وضبط) بہت زیادہ Maintain (ملحوظ) رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اُن کا یہ کہنا کہ ان کو ہم نے اس لئے مارا ہے کیا یہ اس وحشیانہ کارروائی کی معقول اور شرعی وجہ ہے؟ کیا یہ سمجھ میں آنے والی چیز ہے؟ اور انتہائی افسوس کی بات یہ کہ یہ وجہِ جواز وہ لوگ بیان کر رہے ہیں؛ جو اپنے نام

کے ساتھ مُلّا لگاتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا عالم دین قرار دیتے ہیں۔

اسلام میں ظلم اور دہشت گردی کوئی جگہ نہیں!

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقے میں اپنے دوستوں کے حلقے میں اپنے مارکٹ کے پڑسیوں کے حلقے میں اس کی سخت مذمت کرے۔ میں آج یہ بات اس لئے چھیڑ رہا ہوں کہ اتفاق سے آج میں یہاں ہوں! مجھ سے کئی لوگوں نے صبح سے فون کر کے اور زبانی یہ تقاضے کئے کہ آپ جب یہاں ہیں؛ تو اس موضوع پر جمعہ کے خطاب میں بات کر دیجئے! جس وقت پہلی بار اِس واقعہ کی خبریں آئیں؛ تو اُس وقت فوراً کچھ لوگوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور پوچھا تو میں نے اسی وقت ایک سخت بیان ریکارڈ کرایا اور وہ You tube پر ڈال بھی دیا گیا ہے، اور شاید لاکھوں لوگ دنیا میں اس کو دیکھ بھی چکے ہیں۔ میں صرف اسلئے آپ کے سامنے یہ بات رکھ رہا ہوں کہ آپ وہ لوگ ہیں کہ آپ کے تعلقات بیسوں پچاسوں Non Muslim (غیر مسلم) دوستوں کے ساتھ ہوں گے، آپ دفتروں میں کام کرتے ہیں، وہاں پر آپ کے colleagues (کام یا آفس کے ساتھی) ہوتے ہیں، آپ کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں؛ وہاں پر آپ کے Class Mates (درجہ و اسباق کے ساتھی) ہیں، دوست ہیں، آپ بازار میں کاروبار کرتے ہیں، آپ کے آس پڑوس میں لوگ ہیں اور آج کل یہ Topic (موضوع بحث) چھڑ رہا ہے، لوگ پوچھ رہے ہیں اور چونکہ عام طور پر مسلمانوں کو پوری اطلاعات نہیں ہیں؛ تو شاید مضبوط قسم کا موقف بیان کرنے میں آپ کو کچھ جھجھک ہو، ایسا نہ ہو؛ آپ سخت ترین لفظوں میں اس کی مذمت کیجئے! اور صاف کہیئے: کہ اس کا اسلام سے دور کا بھی رشتہ نہیں!۔۔ اگر اس وقت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے، اگر خلفاء راشدین ہوتے، اگر کوئی بھی اسلامی نظام کو سمجھنے والا ہوتا اور قدرت رکھنے والا ہوتا؛ تو وہ ان کو بدترین سزائیں دینے کے قابل مجرم قرار دیتا۔

دوست نبھائے جب دشمنی؛ تو دشمن کی ضرورت کیا۔۔۔

یہ عجیب دور ہے، ایک طرف دنیا کی قومیں اسلام اور امت مسلمہ کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں، اور دوسری طرف خود مسلمانوں میں ایسے نادان نوجوان، جذباتی، جوشیلے، تیزی کے ساتھ یہ بیماری پھیل رہی ہے پوری دنیا میں اور ایک طرف خود ہمارے اندر سے ایسی جہالت کی حرکتیں ہو رہی ہیں، کہ آپ سوچئے دنیا بھر کی

قومیں ملکر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے Billions of dollar خرچ کر دیتیں؛ تب بھی اسلام اور مسلمان اتنے بدنام نہ ہوتے؛ جتنے اس ایک گھنٹے کی وحشیانہ کاروائی میں اسلام اور مسلمان بدنام ہوئے۔آپ بھی محسوس کرتے ہوں گے کہ دنیا کے لوگ مسلمانوں کو اب عجب نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں اور خصوصاً وہ مسلمان جو ذرا دیندار نظر آئے اور ذرا کچھ مولوی نظر آئے،تو لوگ عجیب عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ یہ وحشی لوگ ہیں، یہ Civilized لوگ نہیں ہیں، یہ درندے ہیں درندے!!!اب اسلام اور مسلمان کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے دشمنانِ اسلام کو، جب ہمارے ہی درمیان سے ایسے لوگ کھڑے ہو رہے ہیں۔

دشمن کی سازش کو سمجھنے کی ضرورت

اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے، کہ مسلمان نوجوان یہ محسوس کر رہا ہے کہ اس پر بہت ظلم ہو رہا ہے،مسلمانوں پر بہت ظلم ہو رہا ہے، یہ بالکل درست ہے، اس میں ادنیٰ درجہ کا مبالغہ نہیں۔اور اس کی وجہ سے ایک Frustration غصہ،مایوسی، چڑ چڑا پن ایک Reactionary mood ایک ردعمل کی نفسیات مسلمانوں میں پھیل رہی ہے۔

اور اپنی ٹھوس معلومات کی بنیاد پر میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام دشمن طاقتیں یہ بھی کر رہی ہیں کہ اپنے لوگوں کو تربیت دے کر اور ان کو قرآن وحدیث پڑھا کر، ان کو بہت بڑا شیخ بنا کر، عالم دین بنا کر مسلمانوں کے درمیان چھوڑتی ہیں، اور وہ Appoint کئے جاتے ہیں کسی بڑی مسجد کے امام کی حیثیت سے،کہیں کے خطیب بنتے ہیں،مقرر ہوتے ہیں اور وہ اندر سے مسلمان بھی نہیں ہوتے ہیں؛لیکن اپنا حلیہ ایسا بناتے ہیں،زبان ایسی بولتے ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانے کے یہ بہترین عالم ورہبر ہیں اور وہ لوگ قرآن مجید کی آیتیں پڑھ پڑھ کر جذبات بھڑکاتے ہیں، اشتعال انگیز تقریریں کرتے ہیں اور نوجوانوں کو جہاد کے نام پر ابھارتے ہیں؛ کہ اٹھو!اس راستے میں اپنی جان قربان کر دو،تم کو جنت ملے گی،تم کو یہ ملے گا تم کو وہ ملے گا۔۔۔اور چونکہ اس زمانے کے اندر ایک مزاج یہ عام ہو رہا ہے کہ لوگ عام طور سے جب کوئی بات ان سے کہی جاتی ہے تو اس پر غور کرنے اس کو پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے،مشورہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے،کہ بھئی! ہم اپنے بڑے علماء سے کچھ پوچھیں، کچھ

رہنمائی لیں! بلکہ چل پڑتے ہیں اس راستے پر اور انہیں نہیں اندازہ ہوتا کہ ہم کو جس راستے پر چلایا جارہا ہے یہ راستہ اسلام کی اور مسلمان کی بربادی کا راستہ ہے اور جو لوگ ہم کو ہتھیار دے رہے ہیں جو لوگ ہم کو تربیت دے رہے ہیں، جو لوگ ہم کو پیسہ دے رہے ہیں؛ یہ لوگ بدترین درجہ کے اسلام دشمن ہیں۔

میں اس وقت صرف اشاروں میں یہ بات کہہ رہا ہوں اس لئے کہ وقت ختم ہو رہا ہے، ایک گہرے Research (تحقیق) کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں: دنیا کے اندر کئی جگہ اس وقت خلافت کے نام پر جہادی Activities (سرگرمیاں) ہو رہی ہیں؛ بلکہ ایسا کہنا چاہیئے کہ So called Jihadi Activities (نام نہاد جہادی سرگرمیاں)۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں، وہ فساد فی الارض ہے، وہ جہادی لوگ نہیں ہیں، وہ فسادی لوگ ہیں؛ لیکن افسوس یہ کہ مسلمان نوجوان اپنے مستند علماء سے جڑا ہوا نہیں ہے، وہ قرآن وحدیث کے حلقوں میں نہیں آتا، وہ بڑے اہل علم سے رابطہ نہیں قائم کرتا، اور بڑی آسانی کے ساتھ Internet پر Face book پر Twitter پر کوئی میسیج پڑھ کر؛ وہ فوراً جہاد کے میدان میں کود پڑتا ہے، وہ بالکل نہیں جانتا کہ یہ میسج بھیجنے والے کون لوگ ہیں؟ یہ Twitter پر میسج بھیجنے والے، یہ Face book پر جہاد کی Call دینے والے کون لوگ ہیں؟ مجھے کہاں لے جایا جارہا ہے؟۔۔۔ ذرا سی تحقیق نہیں کرتا۔

قرآن کی ایک بہت شاندار رہنمائی

قرآن مجید ایسے لوگوں کے بارے میں صاف کہتا ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جو منافق ہیں ''وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ'' ﴿النساء: ۸۳﴾ یہ قرآن منافقوں کی پہچان بتا رہا ہے کہ انہیں کوئی خبر ملتی ہے وہ مثبت ہو یا منفی، امن کی ہو یا خوف کی وہ فوراً اس خبر کو پھیلا دیتے ہیں اور آج کل خبر کے پھیلانے کے جو ذرائعیں S.M.S کے ذریعہ Internet کے ذریعہ، Whatsapp وغیرہ کے ذریعہ، آپ کو ایک میسج ملتا ہے اور اس میں نیچے لکھا ہوتا ہے کہ آپ اس میسج کو ذرا Forward کریں (آگے دوسروں کو بھیجیں) تو آپ کو ثواب ملے گا، آپ بالکل تحقیق کئے بغیر کہ یہ خبر، یہ پیغام، یہ Massage صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا بھیجنے والا کون ہے؟ آپ فوراً جنت کی نیت سے اس Massage (پیغام) کو Forward کر دیتے ہیں اور جہنم سے قریب ہو جاتے ہیں۔ یہ نادانی ہے، یہ غلط بات ہے،

قرآن مجید ایک ادب سکھا تا ہے "وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلَىٰ أُوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ "تمہیں کوئی میسج ملے تمہیں کوئی پیغام ملے؛ قرآن کہتا ہے یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں میرے استاذ اور پیر نہیں کہہ رہے ہیں کوئی عالم دین نہیں کہہ رہا ہے کسی جماعت کا امیر نہیں کہہ رہا ہے، قرآن کہہ رہا ہے کہ تم کو کوئی میسج ملے تو پہلے تم اس کو رسول کی طرف یا اگر رسول نہیں ہیں وَإِلَىٰ أُوْلِي الْأَمْرِ تو پھر جو قرآن وحدیث کا گہرا علم رکھتے ہیں جو اہل حل وعقد ہیں، Visionary لوگ ہیں جو سمجھدار لوگ ہیں ان سے پہلے مشورہ کیا کرو کہ مجھے یہ کہا جارہا ہے مجھے یہ کال دی جارہی ہے میرے پاس یہ میسج آرہا ہے میرے پاس یہ خبر آئی ہے مجھے کیا کرنا چاہئے؟ یہ قرآن کی رہنمائی ہے۔

قرآن ہمیں غور فکر کی تعلیم دیتا ہے

اور قرآن مجید یہ بھی ادب سکھا تا ہے کہ مومنوں کی صفت یہ ہے کہ "إِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا﴿الفرقان: ۷۳﴾" کہ ان کو جب قرآن وحدیث کے حوالے سے کوئی بات کہدی جائے تو وہ اندھے بہرے ہو کر اس پر گر نہیں پڑتے۔ اُلٹی بات ہے آپ یہ Expect (امید) کر رہے ہوں گے کہ اُن لوگوں کی قرآن تعریف کر رہا ہوگا، کہ جہاں انہیں اللہ رسول کے حوالے سے کوئی بات کہدی گئی بس ایکدم فوراً قربان ہو گئے۔ قربان جائیں قرآن مجید کی متوازن تعلیم پر کہ قرآن نے یہ سکھایا۔ نہیں!! تم کو ہزار قرآن کے حوالے سے کوئی بات کہی جائے لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۔ اندھے بہرے ہو کر اس پر گرمت پڑنا! پہلے تحقیق کرنا پہلے معلوم کرنا! کہ یہ بات صحیح ہے؟ کیا موجودہ حالات میں ہمارے لئے اس قسم کا قدم اٹھانا ٹھیک ہے؟

خلاصۂ کلام

اور آخری بات یہ کہہ کر میں اپنی بات ختم کروں گا کہ جو میں بار بار اکثر اپنی گفتگو میں کہتا ہوں؛ لیکن افسوس لوگ سن کر چلے جاتے ہیں ایک نوجوان بھی نہیں ملتا جو بعد میں ملاقات کر کے پوچھے، میں اکثر اشارہ کرتا ہوں بھائی اس زمانے کے اندر ہمیں اس ظلم سے نکلنے کے لئے اور پوری امت کو اور انسانیت کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی آکر پوچھے، تو ہم بتائیں اللہ کا شکر ہے یہ عاجز دن رات اپنی چھوٹی سی صلاحیت کے مطابق عملی کاموں میں بھی لگا ہوا ہے، کہ کس طرح ہم اس

ظلم سے چھٹکارا پا سکتے ہیں اس ظلم سے چھٹکارا کسی دوسرے ظلم کے ذریعہ نہیں پا سکتے اس ظلم سے چھٹکارا ایک بہت مثبت کوشش کے ذریعہ پا سکتے ہیں۔لیکن یہ تقریروں میں بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں! نماز کی ترکیب وضو کی ترکیب ہم اس کو سکھائیں گے جو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے۔کوئی نوجوان اگر یہ جاننے کی کوشش کرے کہ پھر آخر ہم کیا کریں؟ اگر یہ راستہ غلط ہے تو پھر ہم کو یہ بتایئے کہ صحیح راستہ کیا ہے؟ میں بہت اشارے کرتا رہتا ہوں اور مختصر سے وقتی بیان میں اشارے ہی کئے جاسکتے ہیں، ہم کو کیا کرنا چاہئے؟ یہ خَلا کیسے پُر ہوگا؟ یہ تو ہم ان کو بتائیں گے اور بتارہے ہیں جو واقعی کام کرنا چاہتے ہوں؛ جو صرف جمعہ کی نماز کی مجبوری کی وجہ سے مسجد میں آجائیں اور مجبوراً بیان سن لیں ان کے سامنے عملی بات کہنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ذرا فہم و بصیرت نصیب فرمائے،آپ اس پیغام کو عام کریں، پورے حلقے میں عام کریں، جہاں جہاں تک آپ لوگوں کو بتا سکیں؛ کہ پشاور میں جو کچھ ہوا ہے؛ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ یقیناً سراپا ظلم ہے اور بدترین درجہ کا ظلم ہے اسلام اس سے بالکل بری ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆

TANVEER PRESS

(Govt.apporoved 'A' Class photo Offset printers)

Lalbagh, Lucknow

Tell:+91-522-3918200-2620780

تنویر پریس لکھنؤ بھوپال ہاؤس لالباغ لکھنؤ

(گورنمنٹ سے منظور شدہ اے کلاس فوٹو آفسٹ پرنٹرس)

طباعت کا ایک قدیم مرکز

خاص طور پر پوسٹر کی طباعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا

❁....❁....❁

لکھنؤ میں آپ کو قیام کی جب بھی ضرورت پیش آئے، تو شہر کے قلب میں واقع

HOTEL RIDA Continental **ہوٹل رِدا کونٹی نینٹل**

Bhopal house, Lalbagh, Lucknow-18 بھوپال ہاؤس، لالباغ، لکھنؤ۔226018

Tell:+91-522-23910200-3910300-3910400-2231300

کا انتخاب کریں، جہاں آپ کو ملے گا گھر جیسا آرام، تمام جدید ترین سہولیات کے ساتھ انتہائی مناسب نرخ پر

❁....❁....❁

New Work Line

Photo Offset Process System

Specialist in :

☆Negative-Positive ☆4 Colour Job ☆Colour Cutting

☆Deep Etch ☆Plate Making ☆ Offset Printing

155/313, Behind Wahab Manshion, Moulviganj, Lucknow.

Mob.: 9838763033, 9936301232

❁....❁....❁

الفرقان کی ڈاک

(۱)

مکتوب مولانا سید سلمان الحسینی ندوی

برادر مکرم! زید مجدہم۔   سلام مسنون

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

الفرقان کا خاص نمبر ستمبر تا دسمبر ۲۰۱۴ء بعنوان **"ملک کا نیا منظر نامہ اور مسلمانان ہند کی حکمت عملی"** موصول ہوا، بہت دیدہ زیب، چشم کشا اور بصیرت افروز، مولانا منظور نعمانی، مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، ، مولانا جلال الدین عمری، مولانا سعید الرحمٰن صاحب ندوی، مولانا ولی رحمانی، مولانا اسرار الحق قاسمی وغیرہ حضرات کے مضامین اور بیانات میں جو کچھ کہا گیا ہے؛ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے جامع مضمون میں سب کو سمیٹ لیا گیا ہے، جو ظاہر ہے اِس خاص نمبر کے لئے اِسی عنوان سے جامعیت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

میرے سامنے جو اس کے نکات آسکے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ملک میں نئے وزیر اعظم کے ذریعہ جو حکومت قائم ہوئی ہے؛ وہ حقیقت میں آر ایس ایس کی حکومت ہے، اس کے ایجنڈے کے نفاذ کے لئے حکومت کی تشکیل میں خاص عناصر کو ملحوظ رکھا جا رہا ہے۔

(۲) کانگریس جو بظاہر سیکولر سمجھی جاتی رہی؛ وہ بھی در پردہ آر ایس ایس کی پروردہ تھی اور ہے، دونوں اپنے مقاصد میں یکساں ہیں، وہ ایک خفیہ پالیسی کے ذریعہ ملک کو ہندوراشٹر بنانا چاہتی تھی، اور یہ کھل کر علی الاعلان اِس ایجنڈے پر عمل کر رہے ہیں۔

ملک کے سامنے جو چیلنجز ہیں، ان میں ہمیں مندرجہ ذیل کام کرنے ہیں:

ا۔ ملت کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داری پوری امانت داری کے ساتھ انجام دینی چاہیئے۔

علماء، حفاظ، مدرسین، ائمہ مساجد، طلباء وطالبات وغیرہ اپنا کام پوری ذمہ داری سے انجام دیں۔

۲۔ آر ایس ایس کے لاکھوں کارکنوں، رضا کاروں اور ''بام سیف'' کے بھی لاکھوں رضا کاروں سے؛ ہم مسلمانوں کو سادگی، جفاکشی کا سبق لینا چاہیئے، اُن کے بڑے بڑے افسران سادہ لباس میں رہتے ہیں، موٹا جھوٹا کھاتے ہیں، اور انہیں مطبخ اور ٹوائلٹ کی صفائی کرتے ہوئے بھی ہم نے دیکھا ہے۔

۳۔ مسلمانوں میں اتحاد کا فقدان ہے، شیعہ، بریلوی اور دیوبندی حضرات کو آپس میں ملنا چاہیئے، اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہیئے۔

۴۔ مسلمانوں میں جمعیتیں، تنظیمیں بڑی تعداد میں لوگوں کو اکٹھا کر لیتی ہیں؛ لیکن کارکنوں کی تربیت اور کیڈر بنانے میں بہت پیچھے ہیں۔

۵۔ ملک کی اکثر غیر مسلم آبادی مسلمانوں کی دشمن نہیں ہے، اس سے انسانی بنیادوں پر رابطے قائم کرنے چاہئیں۔

۶۔ مسلم پرسنل لا بورڈ نے ''شاہ بانو کیس'' میں کامیاب تحریک چلائی تھی، اسے پھر سے تحریک چلانا چاہیئے۔

۷۔ ہمیں تعلیم کو عام کرنا ہوگا۔

۸۔ اشتعال انگیز شرارتوں کے مقابلہ میں صبر وتحمل سے کام لینا ہوگا۔

۹۔ ہمیں ایک منظّم جماعت بن کر رہنے کا سلیقہ سیکھنا ہوگا۔

۱۰۔ ہمیں سیاسی میدان میں بھی زبردست محنت کرنا ہوگی۔

۱۱۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف قبائل سے معاہدات کا جائزہ لیکر، آج مختلف اقوام و قبائل سے معاہدوں کے بارے میں سوچنا ہوگا، اور ان میں اپنے حلیف تلاش کرنے ہوں گے۔

۱۲۔ ہندوؤں میں اعلی اور ادنی کی تقسیم اور برادری واد پوری شدت پر تھا، اور آج بھی موجود ہے، انہوں نے اپنے درمیان تناؤ سے بچنے کے لئے مسلمانوں کی شکل میں ایک مشترک دشمن کھڑا کر دیا ہے، سیکولر اور غیر سیکولر کی تقسیم ایک چال ہے، کانگریس اور بی جے پی ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں، جب بھی ہندوؤں کے درمیان آپسی اختلافات اٹھتے ہیں؛ تو وہ فوراً کوئی جذباتی ایشو کھڑا کر دیتے ہیں۔ اَنّا ہزارے کی تحریک بھی اسی لئے تھی۔ اسی پس منظر میں آر ایس ایس نے مودی کو وزارت کے لئے اور امت شاہ کو یو پی

کے انچارج کے طور پر منتخب کیا۔ اور الیکشن میں ''ہندو سخت خطرے میں ہیں'' کے نعرے کو استعمال کیا گیا، فسادات میں پسماندہ اقوام کو بھڑکایا جاتا ہے؛ تاکہ وہ ہندو بنے رہیں۔

۱۳۔ ہمیں اپنا ووٹ ضرور استعمال کرنا چاہیئے، تاہم یہ سمجھنا چاہیئے کہ محض اس سے ہماری پریشانیاں ختم نہیں ہوسکتی ہیں۔

۱۴۔ ساری تدبیروں کے ساتھ ہمیں امید اللہ ہی سے لگائے رکھنا چاہیئے۔

ملک کے نئے منظرنامہ اور مسلمانان ہند کی حکمت عملی کے یہ نکات مجھے آپ کے مضمون میں ملے، میرا یہ احساس ہے کہ یہ متفق علیہ باتیں ہیں، اور کوئی دِن بھی نہیں گذرتا کہ روزناموں میں ان موضوعات پر تفصیلی مضامین شائع نہ ہوتے ہوں، تمام اصلاحی ودعوتی جماعتیں اور تنظیمیں بھی اِن کاموں پر زور دیتی ہیں، اور اِن پر کسی نہ کسی حیثیت سے عمل بھی کرتی ہیں۔

نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ یہ وہ نکات ہیں؛ جن کا بھی ذکر اہل فکر ونظر کرتے رہتے ہیں، اور ان کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ خاص نمبر کام کے لئے ہے؛ تو اہتمام کے ساتھ آپ کو اِس کا بیڑا اُٹھانا چاہیئے۔ اور اگر یہ محض مشورے اور تجاویز نہیں ہیں اور آپ اِن نکات پر کام کرنا ضروری سمجھتے ہیں؛ تو مؤثر طریقہ پر اِس کام کو شروع کرنے میں دیر نہیں لگنی چاہیئے۔ مجھے آپ کی عملیت اور فعّالیت سے امید ہے کہ آپ اِس خَلا کو پُر کریں گے۔

والسلام

سلمان الحسینی

(۲)

مخدوم گرامی حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی اطال اللہ بقائکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ کرے آپ بھمہ وجوہ بخیر ہوں

شدید انتظار کے بعد الفرقان کا خاص نمبر نظر نواز ہوا، ماشاء اللہ بہت خوب ہے، مضامین کے بلند

معیار اور حسن ترتیب نے انتظار کی کلفت کا ازالہ کردیا، مضامین کے تنوع اور حالات کی صحیح تجزیہ نگاری کے ساتھ ساتھ ٹائٹل بھی دیدہ زیب اور طباعت جاذب نظر ہے گویا کہ یہ خاص نمبر ''**عروس جمیل درلباس حریر**'' ہے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کا تفصیلی مضمون اور گراں قدر خطاب اپنی قدامت کے باوجود بالکل تازہ محسوس ہوا، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے خطاب کا کیا کہنا! وہ تو بقول شورش کاشمیری مرحوم حجازی لَے کے ہندوستانی خطیب تھے، مولانا عبدالسلام قدوائیؒ اور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ کے مضامین میں استدلال کی قوت، اور جدید تعلیم یافتہ ذہنوں کو اطمینان بخشنے کی صلاحیت ہے، حضرت مولانا رابع حسنی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا سید جلال الدین عمری مدظلہم کے مضامین مایوس نہ ہونے اور حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا درس دے رہے ہیں، حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ کا تفصیلی انٹرویو اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں حالات کا صحیح تجزیہ، آئندہ کا لائحہ عمل، اور قابل قدر عملی مشورے موجود ہیں، ان کے اس مختصر مگر معنی خیز جملے ''ہوشیار، بیدار، تیار، باکردار یہ نسخہ ہر اس فرد اور قوم کے لئے ہے جو زندگی کے حوصلوں کے ساتھ زندہ رہنا چاہے'' کو پھیلایا جائے تو ایک پوری کتاب بن جائے گی۔

''**ملک کا نیا منظر نامہ اور مسلمانان ہند کی حکمت عملی**'' کے عنوان سے آپ کا تفصیلی مضمون بار بار پڑھے جانے کے لائق ہے بالخصوص اس کا وہ حصہ جس میں مسلمانوں کے الگ الگ طبقات کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائی گئی ہیں اور آخری حصہ جس میں سیرت طیبہ کی روشنی میں لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے، مضمون کے آخری صفحات میں ہندوستانی قوم کے بارے میں جن حقائق کا ذکر ہے اگر اس کو گہرائی سے سمجھ کر مستقبل کی پیش بندی کی جائے تو ایک بڑا انقلاب برپا ہوسکتا ہے، اب صاف طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس اپنے تحفظ کے لئے اس سے زیادہ بہتر اور آسان کوئی دوسری راہ نہیں ہے کہ وہ پچھڑے طبقات سے مضبوط روابط قائم کرکے الگ ایسی اجتماعی طاقت بنائیں جس کے آگے فرقہ پرست طاقتوں کو جھک جانا پڑے، آپ کے اس مضمون کے معاً بعد وامن میشرام جی کا مضمون ''**بھارت کے مسلمانوں کی سیاسی بے وزنی، وجہ اور علاج**'' پڑھا جائے تو بات کچھ اور واضح ہوجاتی ہے اور برہمن لابی کی جانب سے برسہا برس سے کھیلا جانے والا کھیل روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے۔

مولانا اسرار الحق صاحب قاسمی کا مضمون ان کے حساس دل کی آواز ہے، جناب ادیب صاحب

ایم پی کا مضمون کچھ بے ربط سا اور موضوع سے دور محسوس ہوتا ہے ان کے مضمون کا یہ جملہ بھی ہضم نہیں ہوسکا، **"ایک عرصہ سے مسلمانوں میں کوئی سچا قائد پیدا نہ ہوسکا، نہ ہی مسلمانوں نے کسی کو اپنا قائد تسلیم کیا"** اس جملے کے دونوں اجزاء میں ٹکراؤ ہے، دل لگتی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں اپنی قیادت پر اعتماد کرنے اور کسی کو اپنا بڑا مان کر اس کی اطاعت کرنے کا جذبہ برائے نام باقی رہ گیا ہے اب تو صورت حال یہ ہے کہ اس امت میں مقتدی کم اور امام زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالحمید نعمانی کا مضمون موضوع کے لحاظ سے عمدہ ہے اور اس کے ضمن میں آپ کا یہ مشورہ بھی خوب ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ آر۔ایس۔ایس کی قیادت کو ہندو اور ہندو راشٹر کے عنوان پر کھلے مکالمے کی دعوت دے۔گذارش ہے کہ آپ صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری بورڈ کو بذریعہ خط اس جانب متوجہ فرمائیں، مارچ میں جے پور میں منعقد ہونے والے اجلاس بورڈ میں اس پر غور وخوض کر کے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

پروفیسر محسن عثمانی ندوی کا مضمون زبان وبیان کے لحاظ سے اور جناب یحیی نعمانی صاحب کا مضمون مشمولات کے اعتبار سے ممتاز ہے، فقیر راقم الحروف کا مضمون شائع کر کے آپ نے عزت افزائی فرمائی اور لہو لگا کر شہیدوں میں مل جانے کا موقع فراہم کیا، جس کے لئے تہ دل سے شکر گذار ہوں، بڑوں سے سنا ہے کہ مائیں خوبصورت بچوں کو بری نظر سے بچانے کے لئے سیاہ نقطہ لگا دیتی ہیں، خاص نمبر میں فقیر کا مضمون وہی سیاہ نقطہ ہے تا کہ یہ خوبصورت اور ممتاز خاص نمبر نگاہ بد سے محفوظ رہے،

خاص نمبر پڑھ کر موجودہ حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا، خاص طور پر حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب کا انٹرویو اور آپ کے مضامین کے ذریعہ موجودہ حکومت کی صحیح شبیہ واضح ہو کر سامنے آئی ہے، اس وقت مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ حکومت کے منافقانہ رویہ کی وجہ سے خوش فہمی کا شکار ہے، حالانکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف وزیر اعظم اپنی میٹھی میٹھی باتوں اور تعمیر وترقی کے خوشنما نعروں کے ذریعہ مسلمانوں اور عام شہریوں کو خوش کر رہے ہیں اور دوسری طرف شرپسند اور فرقہ پسند عناصر کو شرپسندی اور اندرونی طور پر ملک کو ہندو اسٹیٹ بنانے کی کھلی آزادی انہوں نے دے رکھی ہے، بڑے پیمانے پر تعلیم کا شدھی کرن کیا جارہا ہے، دستور ہند میں تبدیلی کے لئے ایک پوری ٹیم دن رات کام کر رہی ہے، ہائی کورٹ سپریم کورٹ کے ججز کی تقرری کا کام بھی حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے یہ دستور ہند میں تبدیلی کی بسم اللہ ہے۔ایک صوبے کے بعد دوسرے صوبے کو فتح، گیتا کو راشٹریہ گرنتھ (قومی کتاب) کا درجہ دینے کا مطالبہ اور کشمیر پر للچاتی ہوئی نظر حکومت کے ارادوں کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔اللہ نہ کرے کہ سقوط کشمیر کی منحوس گھڑی

ملک کے باشندوں کو دیکھنی پڑے، اور دفعہ ۳۷۰ کے خاتمے کے ساتھ کشت وخون کا بازار گرم ہو جائے جیسا کہ سقوط حیدرآباد کے وقت ہوا تھا، اس مرحلہ میں بروقت مناسب تدبیر اور حکمت عملی کے ساتھ اقدام وعمل کی سخت ضرورت ہے، اس وقت کا جمود اور بے حسی خودکشی کے مترادف ہے اور ملک وملت کے ساتھ اعلی درجہ کی بے وفائی، موجودہ حالات میں ہماری بے عملی ایک ایسے ہندوستان کو جنم دے گی جس میں شر کا حصہ غالب ہوگا، اور خیر کا حصہ کم سے کمتر، حالات کا تقاضا ہے کہ علماء کرام، اور ملک وملت کا درد رکھنے والے مخلص افراد آگے آئیں اور بقائے اسلام اور تحفظ دین کے ساتھ ساتھ ملک کے امن وامان کی صیانت وحفاظت کا فرض بھی انجام دیں، میری آرزو ہے کہ خاص نمبر کے بعد بھی الفرقان باشندگان ملک بالخصوص مسلمانوں کی رہنمائی کی خدمت انجام دیتا رہے اور اس سلسلہ میں کلیدی رول ادا کرے۔

ایک کمی کی طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گا، وہ یہ کہ خاص نمبر میں کتابت کی غلطیاں جابجا باقی رہ گئی ہیں کہیں کہیں ایک صفحے پر دو تین غلطیاں، اگر ان اغلاط کی تصحیح ہو جاتی تو حسن بڑھ جاتا، اسی طرح خاص نمبر کے مشتملات کا خلاصہ اور نچوڑ آخری صفحات میں آجاتا تو عدیم الفرصت لوگوں کے لئے کارآمد چیز ہوتی، ان دو ایک ضمنی خامیوں کے علاوہ خاص نمبر ہر اعتبار سے لائق تعریف ہے، اور اس قابل ہے کہ ہر پڑھے لکھے باذوق فرد کی نظر سے گذرے، اور زیادہ سے زیادہ اسکی ترویج واشاعت ہو۔

خاص نمبر میں الفرقان کے قدیم فائل سے انتخاب کیے ہوئے مفید مضامین دیکھ کر بے ساختہ یہ تجویز ذہن میں آئی کہ الفرقان کے اہم، مفید اور جامع مضامین کا انتخاب دو یا تین جلدوں میں مرتب کر کے شائع کر دیا جائے تو بڑی کارآمد چیز ملت اسلامیہ کے ہاتھ لگے۔[۱]

خاص نمبر کی ترتیب، اشاعت، اور بروقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فرض انجام دینے پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں، خط کی طوالت کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔

والسلام

محمد عمرین محفوظ رحمانی

۱۰/ ۱۲/ ۲۰۱۴ء

---

[۱] یقیناً! اس کام میں آپ کا تعاون مل جائے تو انشاء اللہ جلد ہی یہ کام انجام پا جائے گا۔ —— سجاد

(۳)

محترم المقام حضرت مولانا خلیل الرحمن سجاد نعمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یوں تو اللہ کے فضل سے الفرقان کا عام شمارہ بھی توقع سے زیادہ عمدہ اور حالات حاضرہ میں راہ عمل متعین کرنے میں بہت معاون ہوتا ہے، اس میں آپ کی خصوصی توجہ اور محنت شاقہ بھی شامل حال ہوتی ہے۔ مگر الفرقان کا تازہ خاص نمبر خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور معاونین الفرقان کو بہت جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

الفرقان کے خاص شمارے میں جہاں آپ نے موقر علمائے کرام کے مدلل مضامین کو شامل فرمایا ہے وہیں وامن میشرام جو دلتوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں ان کے مضمون کو شامل فرما کر آپ نے مجھ جیسے نہ جانے کتنے کور چشم اور بے بصیرت طالب علموں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو اس کار عظیم پر بہترین اجر عطا فرمائے آمین۔ اور خاص طور پر آپ کا مضمون ملک کا نیا منظر نامہ اور مسلمانان ہند کی حکمت عملی میں آپ نے جو پیغام اس گم کردہ راہ امت کے نام دیا ہے وہ بہت لائق عمل ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس مضمون میں آگے آپ نے گجرات کے دس سالہ بچے کا جو تذکرہ فرمایا ہے وہ فقیر نے کافی عرصہ پہلے آپ کی تقریر میں آپ ہی کی زبانی سنا تھا، اس وقت جو کیفیت دل کی ہوئی تھی وہ مجھے نہیں بھولتی اور اس جگہ آپ نے اپنی شخصیت کو پردہ اخفاء میں رکھتے ہوئے صرف ''لوگوں کا'' تذکرہ فرمایا ہے جو اور اثر انگیزی کا باعث ہوا یہ آپ ہی کا وصف ہے۔ اللہ رب العزت آپ کی عاجزی اور تواضع میں خوب برکت عطا فرمائے اور اس میں سے کچھ حصہ مجھ سیہ کار کو بھی ملنے کی دعا فرما دیں۔ بہت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ مجھے خط لکھنے کا سلیقہ نہیں ہے، خط میں کوئی گستاخی آپ کی شان میں ہوگئی ہو تو بہت معافی کا طلبگار ہوں۔ راقم کراڈ مہاراشٹر میں تعلیم نسواں کے ایک ادارے مدرسہ عائشہ للبنات کا ناظم ہے مدرسہ میں ۶۵ / بچیاں زیر تعلیم ہیں، حتی الامکان اخلاص اور محنت کے ساتھ کام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، آپ سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

فقط والسلام

محمد عارف اقبال انصاری

ناظم مدرسہ عائشہ للبنات۔۔۔۔۔ کراڈ

(۴)

محترم المقام مولانا خلیل الرحمن سجاد نعمانی ندوی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلی مرتبہ ہمت کر کے آپ کو خط لکھ رہا ہوں، وہ بھی اس لئے کہ الفرقان کے خاص نمبر کی مبارکباد آپ کی خدمت میں پیش کروں، بظاہر ایسا محسوس ہورہا تھا کہ ملکی حالات کے پس منظر میں شائع کیے جانے والے خاص نمبر میں تاخیر ہوگئی لیکن یہ اللہ کی مرضی کے مطابق اپنے وقت پر سامنے آیا، اور اپنی قدیم روایات کے مطابق اس نے ملک وملت کی رہنمائی کا کام انجام دیا، خاص نمبر کے سارے ہی مضامین دعوت فکر وعمل دے رہے ہیں، آپ کا مضمون پڑھ کر میری معلومات میں اضافہ ہوا کہ دلت سماج اور (نام نہاد) نچلی ذاتیں ہندو نہیں ہیں اور انہیں ہندو بنائے رکھنے کے لئے ماضی میں بہت سے تماشے کھڑے کیے گئے ہیں۔ آپ اور دوسرے علماء کو اس حقیقت کا اظہار بار بار تحریر وتقریر کے ذریعہ کرنا چاہئے۔ ہم لوگ بھی انشاء اللہ اس کی کوشش کریں گے۔ کانگریس نے مسلمانوں کے خلاف جو حرکتیں کی ہیں، اور ماضی کی جو مثالیں آپ نے درج کی ہیں، ان سے یہ اندازہ ہوا کہ کانگریس بھی مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے، طویل عرصے سے مسلمان کانگریس کو فتح دلاتے آرہے ہیں، اب موجودہ صورتحال میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ خاص نمبر میں اس کی اچھی نشاندہی موجود ہے، سمجھ کر پڑھنے اور صحیح اقدام کرنے کی ضرورت ہے، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کا خطاب پڑھ کر تعلیمی میدان میں کی گئی پرخلوص محنت کا بھی اندازہ ہوا، اور موجودہ حالات میں اس کی ضرورت کا بھی، افسوس کہ تعلیمی میدان میں ہم وہ محنت نہیں کر پارہے ہیں جو ہمارے اکابر نے ماضی میں کی تھی اور جس کے اچھے نتائج بھی سامنے آئے تھے، بہر حال آپ اور الفرقان کا عملہ مبارکبادی اور شکریے کا حقدار ہے، اللہ پاک آپ حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور الفرقان کو خوب خوب ترقیات سے نوازے۔ آمین

(مفتی) عبدالعظیم ملیؔ (اورنگ آباد)

ایک ضروری اعلان خاص نمبر کے سلسلے میں

ہم اپنے معزز قارئین کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ الفرقان: اگست ۲۰۱۴ء میں خاص نمبر کے اعلان کے ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان کیا گیا تھا کہ یہ خاص نمبر چونکہ عام شماروں کے مقابلے میں زیادہ ضخیم ہوگا، اور سادی ڈاک سے بھیجے جانے کی صورت میں ۹۹ فیصد یہ خدشہ ہے کہ وہ ضائع ہوجائے گا، ضائع ہونے اور آپ کی طرف سے شکایت موصول ہونے کے بعد اپنے عام معمول کے برخلاف یہ خاص نمبر دوبارہ آپ کی خدمت میں نہیں بھیجا جا سکے گا۔ کیونکہ اِس میں ڈاک خرچ زیادہ ہے اور سادی ڈاک سے آپ تک اِس کا دوبارہ بھی پہونچنا غیر یقینی ہے، اِن سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ درخواست کی گئی تھی کہ آپ حضرات صرف رجسٹری کی فیس وغیرہ کی ادائیگی کے لئے Rs.70 (ستّر روپئے) روانہ کردیں، آپ کی آسانی کے لئے اگست ۲۰۱۴ کے شمارے میں ایک منی آرڈر فارم بھی رکھ دیا گیا تھا؛ تاکہ آپ کو زیادہ پریشانی نہ ہو۔۔۔۔۔

مگر باوجود اِس کے بہت سے حضرات ہیں جن کی رجسٹری کی رقم موصول نہیں ہوئی۔ پھر اِدارے کی طرف سے یاددہانی کے لئے پوسٹ کارڈ بھیجے گئے، کچھ حضرات نے تو پوسٹ کارڈ پہونچنے کے بعد نئے سِرے سے اُس اگست ۲۰۱۴ کے شمارے میں وہ اعلان پڑھا، پھر اُن کی سمجھ میں بات آئی۔ لیکن ابھی بھی بہت بڑی تعداد ایسے حضرات کی ہے؛ جنکو پوسٹ کارڈ کے بعد فون بھی کیا گیا مگر کوئی جواب نہیں مل سکا۔

چنانچہ اُن تمام حضرات سے جنہوں نے رجسٹری فیس نہیں بھیجی؛ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اب Rs.70 بھیج کر یہ خاص نمبر حاصل کرلیں۔ بصورت دیگر، اگر سادی ڈاک سے آپ کو خاص نمبر نہ پہونچے تو براہ کرم ہمیں اِس سلسلے میں معذور سمجھیں۔

خریدار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے خریداری نمبر اور مدت خریداری کو ضرور یاد رکھیں، یا ایسی تدبیر کریں کہ ضرورت پڑنے پر آپ اُسے دیکھ کر بتا سکیں۔

مزید تفصیلات کے لئے دفتر کے اوقات (صبح: 10:30 am تا شام 05:30pm) درج ذیل فون پر ہم سے رابطہ کریں۔ ہمیں آپ کا تعاون کرکے مسرت ہوگی۔ براہ کرم کسی اور نمبر پر فون نہ کریں۔

Monthly Alfurqan

114/31, Nazeerabad, P.O Aminabad park, Lucknow-226018

Tell: +91-522-4079758-

Email: monthlyalfurqanlko@gmail.com